معرکۂ کربلا

(اردو) اشعار

کیا عجب ہے تجھ سے بر نہ آتے ہوں عنا لم نکم فرستادہ وخلق کے مدعا خلا

کیمیا

مسدس عبرت افزا

متضمن حالات

معرکہ کربلا

مصنفہ عالم جلیل فاضل نبیل صاحب الفضایل والکمالات قامع المنکرات والبدعات

ناقد الاحادیث والآیات جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول جناب مولانا حافظ

حاجی حکیم ابو العلا محمد عبد الحکیم صاحب آروی حنفی لازالت انوار افاداتہٖ کالشمس بازغۃ

حسب فرمایش وباہتمام

صاحب فہم ودانش مرزا عنایت علی بیگ عنایت تاجر کتب لکھنوی

وپروپرائٹر اخبار آفتاب عالم آرا ومنیجر اسٹار آف انڈیا پریس آرہ

بعد نظر ثانی مصنف بار دوم

رجسٹری شدہ

قیمت فی جلد ۸/

ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۰ھ

[illegible] میں منشی محمد ظہور الحق کے [illegible] چھپ کر شائع کیا

اشتہار واجب الاظہار

شایقین والا تمکین و تاجران کتب کو واضح ہو کہ عرصہ تین سال سے نیاز مند کا چھاپہ خانہ اس قدر ... مطبع
شاہ آباد مین بعنایت ایزدی بصد آب و تاب جاری ہے اور فرمایشات روسا و تاجرین کی ... نہایت
حسن و خوبی سے چھپتی ہین اور چھاپہ کی صفائی اور خط کی عمدگی ناظرین کو کتاب ہذا کی ملاحظہ سے معلوم
ہو جائیگی لکھنے کی ضرورت نہین۔ کیونکہ اس مطبع کا چھپا چھپایا نہین ہے بلکہ مثل **آفتاب عالم** ... روشن ہے
فی الحال جن کتابون کا کاپی رایٹ مطبع کو حاصل ہے ان کتب جدیدہ و پسندیدہ کے نام و دام ... نمونہ
از خروارے درج کئے جاتے ہین جن حضرات کو ان کتابون مین سے کوئی کتاب مطلوب ہو بارسال قیمت طلب
فرمالین۔ خواہ بذریعہ ویلو پی ایبل منگالین اور اگر کوئی کتاب چھپوانی منظور ہو تو بذریعہ خط و کتابت کے
طے ہو سکتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ راقم بہت جلد بہا صحت و صفائی کے ساتھ تعمیل حکم بجا لائیگا۔ علاوہ
اسکے ہر ایک علوم و فنون کی کتب کا ذخیرہ فروخت کے لئے موجود ہے۔ حسب الطلب بکفایت روانہ ہو سکتی ہین

فہرست کتب موجودہ مطبع

مسدس عبرت افزا معہ تشریح واقعہ کربلا۔ نہایت خوش خط و پاکیزہ سفید کاغذ پر بہت عمدہ
چھپی ہوئی موجود ہے خلاصہ جسکا یہ ہے کہ مصنف نے اس مسدس مین کربلا کی اشعار اس خوبی سے منسلک کئے ہین
کہ گویا سعدی علیہ الرحمہ نے گویا خاص شہادت جناب امام حسینؑ کی بارہ مین لکھی ہے اور اشعار مسدس مین
پوری پوری کیفیت معرکہ کربلا و شہادت سید الشہدا کی بیان کی گئی ہے۔ اور شرح مین صحیح صحیح ... شہادت کے
بارہ مین درج ہین جسکا پتہ قرآن و حدیث سے ملتا ہے اسمین مبالغہ و لسانی کو مطلق دخل نہین ... جسکے
دیکھنے سے واقعات کربلا کی کیفیت ایک مبتدی پر بھی پوشیدہ نہین رہ سکتی ہے۔ قیمت معہ محصول ۰۹ ر
اذکار میت نام ایک جدید رسالہ تجہیز و تکفین کے بارہ مین اردو عام فہم لکھا گیا ہے۔ ایضاً — ۱۰ ر
بوقلمون یہ نادر رسالہ بزبان اردو رنگ کی بارہ مین لکھا گیا ہے جسمین ڈیڑھ سو طرح کے دیسی اور
ولایتی آبی و روغنی و پختہ و خام۔ رنگ رنگنی اور بنانی کی ترکیبین مندرج ہین۔ قیمت معہ محصول ۰۲ ر
انصاف فی بیان سبب الاختلاف مصنفہ جناب **مولانا شاہ ولی اللہ صاحب** محدث دہلوی جو زبان
عربی مین ایک کمیاب کتاب تھی اوسکا ترجمہ معہ عربی حامل المتن بکمال عمدگی صاف صاف اردو زبان مین کیا گیا ہے ۸ ر
موعظہ حسنہ مصنفہ جناب مولوی نذیر احمد صاحب۔ اس کتاب مین مواعظ اور نصایح بذریعہ خطوط ایسے
عمدہ لکھے ہین کہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہین اور مصنف ممدوح کی تصانیف سے مرآۃ العروس وغیرہ کتابین مشہور ہین۔ ۱۲ ر
فسانہ مبتلا معروف بہ محصنات مصنفہ جناب مولوی نذیر احمد صاحب۔ اس کتاب مین ازدواج ثانی کے
بارہ مین ایک نہایت دلچسپ قصہ عشق و عاشقی کا لکھا ہے نوجوانونکو نہایت مرغوب ہے۔ ۱۰
قصہ ہیرا من طوطا معہ تصویر۔ جسمین ایک نہایت دلچسپ قصہ مین کایا پلٹ کا ڈراما دکھایا گیا ہے۔ ۱ر
گنجینہ لازوال معروف بہ آئینہ تمثال معہ تصویر۔ اسمین ایک مثل کی اصل ... قصہ کو پیرایہ مین ... ر
رسالہ بٹیر بازی اسمین بٹیرون کے پہچاننے کا طریقہ اور پالنے اور لڑانے کی ترکیبین ... بٹیرون کی امراض کی ...
لکھے گئے ہین۔ جسکا دیکھنا ہر بٹیر باز کو ضروریات سے ہے۔ ایسی نادر کتاب ... نہین چھپی ہے۔ ۱ر

قال النبی صلعم مثل اهل بیتی فیکم مثل سفینة نوح من رکبها نجی و من تخلف عنها غرق و قال الله تعالی انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا و قال

قال النبی صلعم الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة

مسدس عزت افزا

مع

شرح واقعہ ابرار

مطبع منشی محمد نظیر الحق ...

قال النبی صلعم حسین منی و انا من حسین احب الله من احب حسینا حسین سبط من الاسباط

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ حمداً کثیراً واللہ اکبر کبیراً وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا وصلی اللہ علی سیدنا محمد صاحب لواء الحمد وشفاعۃ الکبریٰ وعلی الہ الطاھرین واصحابہ الکاملین الذین بذلوا جہدھم ونفوسھم باعلاء کلمۃ اللہ العلیا **اما بعد** بندہ خاکسار ذرہ بیمقدار خاکپای صاحبان ذوی الابصار امیدوار رحمت پروردگار **ابوالعلا محمد عبدالحکیم** (جعلہ اللہ من ورثۃ جنۃ النعیم) ابن الشہیر فی الآفاق فرید العصر وحید الدہر عاشق کلام ربانی مروج تبیان سبحانی حاج بیت اللہ الحرام زائر قبر سید انام جناب **حافظ محمد واجد** صاحب مرحوم (افاض اللہ علیہ شآبیب غفرانہ مادامت السموات والنجوم) ناظرین وسامعین رسالہ ہٰذا کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ ابتداءً اس مسدس کی بنیاد جناب سید سرفراز علی صاحب مرحوم بریلوی نے ڈالی تھی مگر اونکی حیات مستعار نے وفا نہ کی اور چند ہی بند لکھکر

راہی ملک بقا ہوئے۔ اتفاقات حسنہ سے وہ بند ہمارے ہاتھ لگے اور مین نے ادنین کچھہ اور بند جوڑ کر اور ترتیب نظمیہ اوسکی درست کر کے اوس زمانہ مین جبکہ مین اخبار آفتاب عالم آرا کا اڈیٹر تھا ۱۳۰۷ھ ہجری کے ماہ محرم الحرام مین بذریعہ اخبار مذکور شایع کیا ناظرین والا تمکین کو دل و جان سے یہ نظم مرغوب پسند آئی اور اسکی بندش عجیب و ترتیب غریب کئی وجہون سے بھائی۔ اول یہ کہ اسکی کل روائتین معتبر اور صحیح اور قابل قبول ہین۔ دوسری یہ کہ پندنامہ سعدی معروف بہ کریما کے اشعار اس خوش اسلوبی اور عمدگی سے اسکے ہر ہر بند مین کھپے ہین کہ دیکھنے والا مزید حیرت اور استعجاب سے ہمہ تن تحیر ہو جاوے اور یہ سمجھے کہ کریما اسی فن اور اسی کام کیلئے تصنیف کیگئی تھی۔ فی الحال میرے مخلص دیرینہ اور عنایت فرمای قدیم جناب منشی محمد ظہور الحق صاحب استھانوی بہاری مالک مطبع اسٹار آف انڈیا آرہ مجھسے فرمانے لگے کہ اگر تو اس نظم مرغوب اور مسدس خوش اسلوب کو جسمین واقعات کربلا اور احوال شہادت سیدنا امام حسین علیہ السلام ناتمام ہین پورا کر دے اور سلیس اور عام فہم اردو مین نہایت توضیح سے ایک شرح اوسکی جسمین سوا ئے صحیح اور معتبر روایتون کے غلط روایتون اور مبالغہ آمیز باتونکا نام و نشان نہو لکھہ دے تو فائدہ دینی اور ثواب اخروی سے خالی نہو۔ کیونکہ اس خصوص مین رسالے تو زبان اردو مین بہت لکھے گئے ہین مگر صحت اور متانت سے اکثر معرا ہین گو یہ ہیچمدان اپنی قصور استعداد و ہجوم مشاغل کے باعث اس حکم کی تعمیل مین مجبور تھا مگر بحکم آزردن دل دوستان جہل است "۔ چار و نا چار ماننا ہی پڑا اور تین چار دن کی محنت مین اس کام کو انجام تک پہونچایا۔ پروردگار جل جلالہ و عم نوالہ اسکو قبول فرمائے اور اسکی خیر و برکت سے اس گنہگار سر آپا شرمسار کو محروم نرکھے آمین +

اس رسالہ کی تالیف مین جن معتبر کتابون سے مدد لیگئی ہے اونکی نام
یہ ہین - صحیح بخاری[1] - صحیح مسلم[2] - سنن ابوداؤد[3] - جامع ترمذی[4]
نسائی[5] - ابن ماجہ[6] - مشکوۃ المصابیح[7] - اصابہ فی معرفۃ[8]
الصحابہ - تقریب التہذیب[9] - میزان الاعتدال[10] - روضۃ[11]
الصفا - مدارج النبوۃ[12] - تفریح الاذکیاء[13] - تذکرۃ الانبیاء[14] -
عمدۃ الطالب[15] فی مناقب علی ابن ابیطالب - شواہد النبوۃ[16] -
سر الشہادتین[17] - وغیرہ - حافظ ابن حجر عسقلانی رح اصابہ فی
معرفۃ الصحابہ مین فرماتے ہین - وقد صنف جماعۃ من القدماء
فی مقتل الحسین تصانیف فیھا الغث والسمین والصحیح
والسقیم وفی ہذہ القصۃ التی سقتہا غنی وقد صح عن
ابراہیم النخعی انہ کان یقول لو کنت فمن قاتل الحسین
ثم ادخلت الجنۃ لاستحیئت ان انظر الی وجہ رسول
اللہ صلعم - (یعنی حضرت امام حسینؑ کے شہادت کا قصہ بہت سے
متقدمین نے تصنیف کیا جنمین بہترے رطب ویابس غلط و
صحیح باتین موجود ہین - اور جو قصہ مین نے لکھا ہے وہ صحیح
اور دیکھنے والون کے لئے کافی ہے - اور حضرت ابراہیم بن نخعی
تابعی رح فرماتے ہین کہ اگر مین خدانخواستہ اوس جماعت مین
شریک ہوتا جو حضرت امام حسینؑ کے قتل مین شریک تھی اور
باوجود اسکے مین جنت مین داخل کیا جاؤن تو جب بھی مین

شرماتا ہون کہ رسول اللہ صلعم کو کیا مُنہ دکہاؤن) اب ناظرین باتمکین سے عرض ہے کہ اس کتاب کی نظم و نثر کو ملاحظہ فرما کر اس عاجز کو دعاے خیر سے نہ بہولین - اور جو غلطیان نظر آئین اونکو دامن عفو سے چہپائین - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین"

۵

غرض نقشیست کز ما یاد ماند | کہ ہستی را نمی بینم بقای
مگر صاحبدلِ روزی برحمت | کند در حق این مسکین دعای

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبیؐ کے جگر دین حق کے امام — حسینؑ ابن حیدرؑ علیہ السلام

وہ تھے گو مقدس مطہر تمام — رہِ عجز سے پر یہ کہتے مدام

کریما مجھ پہ بخشش کو فرما

کریما ببخشای بر حالِ ما
کہ ہستم اسیرِ کمندِ ہوا

کہ ہیں ہم گرفتار حرص و ہوا

ادا حق تسلیم و حق رضا — جگر گوشۂ مصطفےٰ سے ہوا

جفا پر بھی حق سے یہی تھی دعا — کہ اُمت مرے جد کی بخش اے خدا

نہیں ہے کوئی ہم کو دادرس بجز تو ہوا

نداریم غیر از تو فریاد رس
توئی عاصیاں را خطا بخش و بس

تو ہی بخشدے عاصیوں کی خطا

تشریح متعلق صفحہ ٦

١٥ (نبی) یعنی محمد رسول اللہ صلعم آپکے والد کا نام عبد اللہ اور والدہ کا آمنہ (بنت وہب) تھا - آپکی ولادت شہر مکہ مین پیر کے دن بارہوین ربیع الاول کو واقعہ اصحاب الفیل کے ٥٥ روز دن کے بعد ہوئی - اور اوسی واقعہ کی جہت سے عرب کے لوگ اوس سال کو عام الفیل کہتے ہین اور اوسوقت نوشیروان بادشاہ ملک فارس زندہ تھا اور اوسکی سلطنت کو بیالیس [٤٢] برس گذر چکے تھے - اور جب حضرت آدم [ع] زمین پر اوتارے گئے اوسوقت سے آپکی ولادت تک بحساب شمسی چھہ ہزار ایکسو ترسٹھہ [٦١٦٣] برس اور بحساب قمری چھہ ہزار تین سو اکاون [٦٣٥١] برس سات مہینے ہو چکے تھے - اور موافق حساب توراۃ یونانیہ اور بعض اہل تواریخ کی چھہ ہزار ایکسو ترسٹھہ [٦١٦٣] برس ہوئے تھے - اور بحساب توراۃ عبرانیہ اور بعض اہل تواریخ کی چار ہزار چھہ سو اٹھاسی [٤٦٨٨] برس گذرے تھے - اور مطابق حساب توراۃ سامریہ پانچ ہزار ایکسو چوراسی [٥١٨٤] برس ہوئے تہین اور درمیان طوفان نوح اور آپکی ولادت باسعادت کے اہل تواریخ کی نزدیک تین ہزار نوسو اکیس برس کا فرق ہے - اور حضرت ابراہیم اور آپکی ولادت مین دو ہزار آٹھہ سو چالیس [٢٨٤٠] برس کا بُعد تھا - اور درمیان ولادت نبوی صلعم اور وفات حضرت موسی کی دو ہزار دو سو پچانوے [٢٢٩٥] برس کا فرق تھا - اور درمیان مولد پیغمبر صلعم اور ولادت حضرت مسیح کی پانچسو اٹھتر برس کا بُعد تھا - آنحضرت صلعم باتفاق اہل تواریخ حضرت اسمعیل بن حضرت ابراہیم کی اولاد مین پیدا ہوئے اور جو سلسلہ آپکے نسب شریف کا حضرت آدم تک ہے اوسمین حضرت نوح و حضرت ادریس و حضرت شیث آپکے اجداد مین ہین - آپ عرب کی قبیلون مین سے عمدہ ترین اور شریف ترین قبیلہ قریش مین پیدا ہوئے جیساکہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہے ان اللہ اصطفی کنانۃ من ولد اسمعیل و اصطفی قریشا من کنانۃ و اصطفی من قریش بنی هاشم و اصطفانی من بنی هاشم (یعنی خداوند تعالی نے منتخب اور برگزیدہ کرلیا کنانہ کو حضرت اسمعیل کی اولاد سے اور برگزیدہ کرلیا قریش کو کنانہ سے اور منتخب کرلیا قریش سے بنی ہاشم کو اور چُن لیا بنی ہاشم سے مجکو) اور فرمایا پیغمبر خدا صلعم کہ پروردگار عالم نے ہماری اباواجداد کو زنا اور فحش سے مدت العمر محفوظ رکھا ہے اور جب آپکی والدہ آمنہ کو دو مہینے کا حمل تھا تو آپکے والد عبد اللہ نے مدینہ منورہ مین وفات پائی اور جب آپ پیدا ہوئے تو سات دن تک آپکی والدہ نے دودہ پلایا بعد اوسکے کئی دن تک ابولہب کی لونڈی نے جسکا نام ثویبہ تھا اور اسی نے حضرت حمزہ بن عبد المطلب کو بھی دودہ پلایا تھا بعد اسکے قبیلہ بنی سعد کی ایک شریف عورت حلیمہ سعدیہ دودہ پلانے لگی اور انہی تین برس تک دودہ پلایا جیساکہ محمد ابن اسحاق و اسحاق بن راہویہ و ابو یعلی و طبرانی و بیہقی و ابونعیم نے روایت کی ہے - اور جب آپکا سن شریف سات برس کا ہوا تو آپکی والدہ مدینہ منورہ مین جہان اونکا میکہ تھا گئین اور واپس آتے ہوئے راہ مین بمقام ابوا وفات پائی اور وہین مدفون ہوئین اور یہ صحیح ہے کہ آپ مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے اور پیدائش کیوقت طرح طرح کی عجایب و غرایب ظاہر ہوئے جن سے کتب سیر اور تواریخ مملو ہین جب آپ آٹھہ برس کے ہوئے تو آپکے دادا عبد المطلب جو آپکو مربی اور سرپرست تھے دنیا سے رحلت کرگئے اور اوسوقت سے ابوطالب آپکے چچا نے کفالت اور تربیت شروع کی اور چودہ برس کے سن شریف مین آپ نے اپنے چچا کے ساتھ بصرہ اور ملک شام کا سفر کیا اور جب آپ پچیس برس کے ہوئے تو ایک نہایت شریفہ اور جمیلہ عورت قوم قریش سے آپکا نکاح ہوا جنکا نام نامی خدیجۃ الکبری (ابنت خویلد) تھا - اور جب آپ چالیس برس کے ہوئے تو غار حرا مین اول اول وحی ربانی نازل ہوئی اور آنحضرت صلعم پروردگار عالم کیطرف سے ساری عالم کے لئے ہادی اور رسول بنائے گئے جیساکہ قرآن مجید مین ہے وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا (یعنی ای محمد صلعم ہمنے ساری آدمیون کے خوشخبری سُنانے اور ڈرانے کیلیے تمہین بھیجا ہے) اور نبوت کے بارہوین سال آپکو معراج ہوئی جسکی مفصل کیفیت کتب حدیث مین مذکور ہے - اور جب نبوت کو تیرہ برس گذرے تو آپ معہ صحابہ کرام و اہلبیت عظام بوجہہ ظلم کفار مکہ سے مدینہ تشریف لیگئے اور دس برس تک وہان رونق افروز رہے اور اسی اثنا مین کفار عرب اور مسلمانون سے متعدد لڑائیان ہوئین جنکو جہاد اور غزوہ کہتے ہین سب سے پہلی لڑائی بدر کی ہے اور آخر غزوہ تبوک ہے - اور صحیح قول کی مطابق جب سن شریف ترسٹھہ برس کا ہوا تو اس عالم فانی سے آپ نے رحلت فرمائی -

رسول کو چاہتا ہی - اور اللہ اور اوسکا رسول بھی اوسے چاہتا ہے - اور واقعی وہ قلعہ آپ نے فتح کیا - اور جب پیغمبر صلعم نے صحابہ مین بھائی چارہ کرادیا تو حضرت امیر روتے ہوئے آنحضرت صلعم کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ آپ نے سب لوگون مین بھائی چارہ کرایا - مگر میرا بھائی کون ہے - آپ نے فرمایا انت اخی فی الدنیا والاخرۃ یعنی تم تو ہمارے بھائی ہو دنیا اور آخرت مین - تمکو دوسرے کے ساتھ بھائی چارہ کی ضرورت کیا ہے - غرض آپ کے فضائل سے احادیث نبویہ مالا مال ہین - آپ ہجرت کے چالیسوین سال شہر کوفہ مین ۲۱ تاریخ رمضان المبارک کو نماز صبح کیوقت عبدالرحمن بن ملجم خارجی کے ہاتھون شہید ہوئے -

تشریح متعلق صفحہ

۱؎ (خاتون) آپ محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ حبیب کبریا رسولخدا صلعم کی صاحبزادی ہین آپ نبوت کے پانچ برس پیشتر پیدا ہوئین آپکی والدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ (بنت خویلد) پیغمبر خدا صلعم کی اول بیوی ہین اور پہلے اسلام لانیوالیون مین سے ہین یعنی جتنے مرد و عورت پیغمبر خدا صلعم پر ایمان لائے اونمین سبقت کرنیوالی حضرت خدیجۃ الکبریٰ تہین حضرت فاطمہ کو فاطمہ اسلئے کہتے ہین کہ فاطمہ کے معنی آزاد کرنیوالا اور آپ امت محمدیہ کو آزاد کرنیوالی ہین دوزخ سے اور بتول اسلئے کہتے ہین کہ وہ دنیائے فانی کو چہوڑنیوالی تہین - اور بتول عربی مین مشتق ہے تبتل سے جسکے معنی انقطاع کے ہین - اور زہرا اسلئے کہتے ہین کہ وہ روشن تہین - آپکا لقب سیدۃ النسا اور خاتون جنت ہے کیونکہ فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ اے فاطمہ تو راضی نہین ہے کہ تو جنت کی عورتون کی یا اس امت کی سردار ہو یہ حدیث بخاری و مسلم وغیرہ مین ہے اور فرمایا پیغمبر صلعم نے کہ فاطمہ ایک ٹکڑہ ہے میرے جگر کی - جسنے اوسے ایذا دی تو اوسنے مجھے ایذا دی اور جسنے اوسے دوست رکھا تو اوسنے مجھے دوست رکھا - یہ حدیث بھی صحیحین مین ہے اور امام احمدؒ نے اپنے مسند مین روایت کیا ہے کہ فاطمہ زہرا ساری دنیا کی عورتون کی سردار ہین اور فرمایا پیغمبر صلعم نے بہترین عورتین جہان مین چار ہین مریم بنت عمران - اور آسیہ بنت مزاحم بیوی فرعون کی - اور خدیجۃ الکبریٰ - اور فاطمہ بنت محمد صلعم - اور محققین اہلسنت کا مسلک ہے کہ حضرت فاطمہ ساری جہان کے عورتون کی سردار ہین - یہانتک کہ حضرت مریم وغیرہ سے افضل ہین - اور حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ حضرت فاطمہ سب سے زیادہ مشابہ تہین پیغمبر خدا صلعم سے رفتار و گفتار مین - اور جب آنحضرت صلعم کے پاس حضرت فاطمہ تشریف لاتین تو آنحضرت صلعم تعظیماً سرو قد کہڑے ہو جاتے "اور جب خود بدولت پیغمبر صلعم فاطمہ زہرا کے پاس تشریف لیجاتے تو آپ کہڑی ہو جاتین - آپ کا نکاح حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ سے ہجرت کے دوسرے سال ماہ رمضان مین پروردگار کے حکم سے ہوا چنانچہ صحیح حدیثون مین اسکی خبر آئی ہے - اور جب آپکا سن شریف اٹھائیس برس کا تھا تو رمضان المبارک کی ۳ تاریخ کو سلہ ہجری مین آپ نے پیر کی رات کو وفات پائی - اور بقیع الغرقد مین مدفون ہوئین - اور بعد وفات پیغمبر صلعم کے اہلسنت مین سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ نے انتقال کیا جسکی مدت بقول صحیح چھ مہینے ہے یعنی بعد وفات سرور کائنات حضرت فاطمہؓ نے چھ مہینے بعد انتقال فرمایا -

۲؎ (حسن) آپ پیغمبر خدا صلعم کے پہلے نواسہ اور حضرت علی مرتضیٰ کے بڑے صاحبزادے ہین - والدہ آپکی حضرت سیدہ خاتون جنت فاطمۃ الزہرا ہین - آپ مدینہ منورہ مین ہجرت کے تیسرے برس پیدا ہوئے - آپ کی کنیت ابو محمد ہے - امام احمدؒ اپنی مسند مین حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کرتے ہین کہ جب امام حسن پیدا ہوئے تو پیغمبر خدا صلعم تشریف لائے اور بولے کہ دیکھاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا ہے تمنے اوسکا - مین نے عرض کیا - کہ

اللھم صل وسلم وزد وبارک علیہ - آنحضرت صلعم کا نسب نامہ جسپر ارباب سیر اور اصحاب تواریخ متفق ہین یہ ہے
محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن
نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان - یہ نسب نامہ اکیس ۲۱ پشتون تک ہے
اوراسمین کسیکو اختلاف نہین - اور اسکے اوپر اتفاق ہے ۱۲

٩٢ (حسین) آپ پیغمبر خدا صلعم کے دوسرے نواسہ اور امیر المومنین حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الشریف کے
چھوٹے صاحبزادے ہین - اور آپکی والدہ حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا بنت آنحضرت صلعم کی ہین آپ ۵ سوین شعبان کو
سنہ ۴ ہجری مین پیدا ہوے اور صرف ایک برس آپ اپنے بڑے بہائی حضرت امام حسنؑ سے چھوٹے تھے - جب آپ پیدا ہوے
تو پیغمبر خدا صلعم نے آپکے دہنے اور بائین کانون مین اذان واقامت فرمائی جس طرح حضرت سبط اکبر امام حسنؑ کی
ولادت مین کیا تھا - آنحضرت صلعم نے آپکا نام حسینؑ رکھا اور آپکی کنیت ابو عبداللہ تھی اور آپکے اوصاف
بہت ہین ازانجملہ سید - وذکی وطیب ومبارک وتابع لمرضات اللہ وغیرہ ہین - اور جس طرح امام حسنؑ
سر سے کمر تک آنحضرت صلعم سے بالکل مشابہ تھے اوسیطرح آپ بہی کمر سے قدم تک مشابہ تھے - آپکی انگوٹھی مین
لکل اجل کتاب کا نقش کندہ تھا - آپ علم وعمل زہد وتقوی جود وسخا شجاعت وفتوت اخلاق ومروت
صبر وشکر حلم وحیا مہمان نوازی غربا پروری ایصال رحم اعانت مظلومین وغیرہ وغیرہ کمالات مین شہرہ آفاق
تہے - ترمذی نے یعلی بن مرہ سے روایت کی ہے کہ "فرمایا پیغمبر صلعم نے کہ حسینؑ مجھسے ہے اور مین حسینؑ سے ہون اللہ دوست رکھے
حسین کو اور حسین ایک سبط ہے اسباط سے" یہ اشارہ ہے کہ آپکی نسل بہت ترقی پذیر ہوگی - اور براء بن عازب سے روایت
ہے کہ مین نے دیکہا پیغمبر صلعم کو کہ چڑہائے تھے اپنے دوش مبارک پر امام حسینؑ کو اور فرماتے تھے ای خدا مین اسکو دوست
رکہتا ہون تو بہی اسے دوست رکہہ اور آپنے امام حسینؑ کے رونے کی آواز سنکر فرمایا کہ ای فاطمہ تو نہین جانتی
کہ حسین کے رونے سے مجھے ایذا ہوتی ہے - اور ابوداود وحاکم نے ام الفضل اور عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت
کی ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے آئے میرے پاس جبرئیلؑ اور خبر دی کہ میری امت قریب ہے کہ قتل کرے میرے
اس بیٹے کو یعنی حسینؑ کو اور وہان کی تہوڑی سی سرخ مٹی بہی مجھے دی - غرض انکے فضایل بے حساب ہین کہانتک
کوئی لکھہ سکے -

٩٣ (حیدر) آپ پیغمبر خدا صلعم کی چچازاد بہائی اور داماد - شوہر خاتون جنت فاطمہ زہرا ہین - آپکا اسم
شریف علی اور کنیت ابوتراب اور ابوالحسن تہے - مان آپکی فاطمہ بنت اسد - جب خانہ کعبہ مین زیارت کو
تشریف لیگئی تہین اوسی حالت مین آپ پیدا ہوے - بماہ رجب کی ۱۳ ارتاریخ جمعہ کا دن اور عام الفیل کا تیسوان برس
اور آنحضرت کے نبوت کی دس برس پیشتر واقع ہوا - آپ پیغمبر خدا صلعم کے ہم جد اور ہاشمی قریشی ہین - آپکا نسب سرور
کائنات سے دوسری ہی پشت مین ملتا ہے اور یہ فضیلت صحابہ کبار مین کسی اور کو حاصل نہ تہی آپکا علم وفضل بعد پیغمبر صلعم
کے ضرب المثل ہے - آپکی شجاعت وسخاوت مروت وفطانت شہرہ آفاق ہے - آپ کم سنون مین سب سے پہلے آنحضرت صلعم پر
ایمان لائے جس طرح زیادہ سن والون مین حضرت صدیق اکبر ایمان لائے تہے - بخاری اور مسلم روایت کرتے ہین کہ
پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ای علی تمکو میری ساتھ وہی نسبت ہے جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تہی مگر میری بعد کوئی
نبی نہین اس سے معلوم ہوا کہ جناب امیرؑ مین استعداد نبوت جلوہ گر تہی مگر چونکہ آنحضرت خاتم الانبیا ہین اسلئے اونکو
نبوت نہوی - اور فرماتے ہین پیغمبر خدا صلعم کہ ای علی تمکو نہین دوست رکہتا مگر سچا مسلمان - اور تمسے نہین بغض رکہتا مگر
منافق - اور فرمایا آنحضرت نے جنگ خیبر کے دن کہ مین ایسے شخص کو یہ جھنڈا دونگا جو قلعہ فتح کریگا وہ اللہ اور رسول کے

اوسکا نام حرب (جنگی) رکہا ہے - آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہین بلکہ اسکا نام حسنؑ ہی - پھر جب پیدا ہوئے حسینؑ فرمایا پیغمبر صلعم نے دکہلاؤ مجکو کہ میرے بیٹے کو کیا نام رکہا ہی اوسکا - مین نے عرض کیا کہ حرب - فرمایا نہین بلکہ اسکا نام حسینؑ ہے - بعد اسکے جب پیدا ہوئے محسنؑ - فرمایا پیغمبر صلعم نے - دکہلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکہا ہی اوسکا - مین نے عرض کیا حرب - کہا نہین بلکہ اسکا نام محسنؑ ہے - پھر فرمایا کہ مین نے انکے نام اولاد ہارون کے ناموں پر رکھے ہین - زبان عبرانی مین اونکے نام شبر اور شبیر اور مشبر تہے - اس حدیث سے دو باتین معلوم ہوئین - اول یہ کہ یہ تینون صاحبزادے پیغمبر صلعم کے بیٹے تہے قطع نظر اسکے کہ نواسہ بہی مثل بیٹے کے ہوتا ہے - دوسرے یہ کہ محسنؑ آنحضرت صلعم کے حیات ہی مین پیدا ہوگئے تہے - اور شیعوں کا یہ کہنا کہ بعد وفات پیغمبر صلعم کے حضرت فاطمہ زہرا کو محسن کا حمل تہا مگر خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ نے (معاذ اللہ) اونکے شکم مبارک پر ایسا مارا کہ وہ حمل ساقط ہوگیا محض افترا اور جہوٹ ہی - اور فرماتے ہین پیغمبر خدا صلعم کہ حسن اور حسین جوانان بہشت کے سردار ہین اور یہ دونون پہول ہین میرے دنیا اور آخرت مین اور جو کوئی ان دونون سے دوستی رکہی اوسنے مجھسے دوستی رکہی اور جو کوئی انسے بغض رکہی اوسنے مجھسے بغض رکہا اور انہین حضرات کی شان مین قرآن مجید کی یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی ہی - انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا (یعنی خداوند تعالیٰ چاہتا ہی کہ اے اہلبیت تمہاری گندگی کو دور کرکے تمکو اچھی طرح پاک کردے) اس آیہ مین آنحضرت کی کل اہلبیت یعنی ازواج مطہرات وغیرہ بہی شامل ہین - بخاری اور مسلم و ترمذی براء بن عازبؓ سے روایت کرتے ہین کہ ایکدن پیغمبر خدا صلعم امام حسنؑ کو دوش مبارک پر چڑہائے تہے اور فرماتے تہے یا اللہ مین اس لڑکے کو دوست رکہتا ہون تو بہی اسے دوست رکہہ - اور ترمذی ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ ایکدن پیغمبر صلعم امام حسن کو دوش مبارک پر چڑہائے تہے ایک شخص نے کہا کہ اے لڑکے تو اچھی سواری پر سوار ہے - آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سوار بہی بہت اچھا ہے - غرض آپکے فضایل اور کمالات اتنے ہین کہ زبان اور قلم اوسکی تحریر اور تقریر سے عاجز ہے - اخبار الدول مین ہے کہ آپکی وفات ربیع الاول ۴۹ھ ہجری مین ہوئی - اور قول مشہور بجاے ربیع الاول کی ماہ صفر ہے - اور آپ زہر سے شہید ہوئے - آپکی ایک بیوی جعدہ نے کئی مرتبہ آپکو زہر دیا اور اوسکا اثر نہوا - آخر بایماے یزید و مروان آپکو ایسا ہوا الماس پلادیا جس سے آپکو اسہال کبدی عارض ہوا اور آنتین کٹ کٹ کر گرنے لگین - مگر آپنے باوجود جاننے کے اس راز کو سب سے پوشیدہ رکہا تہا - وفات کیوقت آپکا سن شریف ۴۸ اڑتالیس برس کا تہا - اور بعضون نے ۴۷ سینتالیس برس لکہا ہے -

۹۳ (یزید) یہ شخص امیر معاویہ کا ایک ظالم اور فاسق و نالایق بیٹا تہا - یہ کمبخت خاندان بنی امیہ سے تہا - اور اس خاندان کو خاندان بنی ہاشم سے جسمین ہمارے پیغمبر خدا صلعم ہین سخت عداوت تہی - اس خاندان کی بہت کم لوگ صالح اور محبان اہلبیت سے گذرے ہین - یزید کی کنیت ابو خالد تہی اور بعد وفات پیغمبر صلعم کے پیدا ہوا تہا الغرض جس سال تخت نشین ہوا یعنی سنہ ۶۰ھ مین اوسی سال اسکے حکم سے ابن زیاد بد نہاد نے کربلا مین فوج بہیجی اور حضرت امام حسینؑ مع اعوان و انصار و اقارب درجہ شہادت کو پہونچے اور ۶۳ھ مین مدینہ منورہ پر اوسنے فوج کشی کی جسمین ہزارون صحابہ و تابعین درجہ شہادت کو پہونچے اور مدینہ منورہ ویران ہوگیا اور تین دن تک مسجد نبوی مین نماز جماعت نہین ہوئی اس واقعہ کا نام حرہ ہی اور پیغمبر صلعم نے اسکی بہی خبر دی تہی اور ۶۴ھ ہجری مین مکہ معظمہ پر عبد اللہ بن زبیر کے مقابل مین فوج کشی کی مگر ہنوز فتح نہین ہونے پائی تہی کہ سردار فوج کو اس مردود کی موت کی خبر پہونچی - یعنی ۶۴ھ کے ابتدا مین یہ شقی اپنے مقر اصلی کو پہونچا -

ہین مان اونکی خاتونِ جنت لقب
برادر حسنؑ ایسا مقبول رب

پدر شیرِ حق آبروی عرب
اور اوس شہر کی جد سی ہین آگاہ سب

ہین نبیون سی افضل حبیب الہ

حبیبِ خدا اشرفِ انبیا
کہ عرشِ مجیدش بود متکا

کہ ہی عرش برین اونکا تکیہ گاہ

وہ صورت وہ سیرت وہ شوکت وہ جاہ
جدا انکا ہے بیشک رسالت پناہ

کہ کافر کہے دیکھکر حق گواہ
مین ایمان لایا بس اب ای آلہ

زبان جبتلک منہ مین قائم رہی

زبان تا بود در دہان جای گیر
ثنای محمدؐ بود دلپذیر

سدا نعت احمد مین ہو تر لب

پر افسوس اوس رتبہ دشمن کو
بنا تہا وہ بدبخت کیون کلمہ گو

نہ سمجہا یزیدِ شقی زشت خو
ہوئی آخرش قہر و نخوت کی بو

تکبر سی شیطان راندہ گیا

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

اور وہ قید لعنت مین آخر پڑا

شقاوت سے تھا بسکہ اوسکا خمیر | لیا سر پہ قہر خدائے قدیر

نہ سوچا کہ کیا ہوگا اسکا اخیر | کہینگے جو تربت ہوں ہا منکر نکیر

ہوا و ہوس میں ہمہ عمر کی

ہمہ با ہوا و ہوس ساختی

دمی با مصالح نپرداختی

بسبب مرتکب ہونے مناہی کی

لکھا ہے کہ بیٹھا جو وہ تخت پر | چڑھا نشۂ کبر بد بخت پر

نظر کی نہ ایمان کے رخت پر | پڑیں پتھر اوسکے دل سخت پر

بسبب ابلیس کی وجہ بدبختی کی

تکبر بود مایۂ مدبری

تکبر بود اصل بد گوہری

بسبب نہ ماننے امر حق کی

بنا کوہ البرز جب کاہ سے | طلبگار بیعتؑ ہوا شاہ سے

ڈرا وہ نبیؐ سے نہ اللہ سے | سلامت رہی کیسی گمراہ سے

بسبب شیطان کی تحریک کا رہنما

کسی را کہ شیطان بود پیشوا

کجا باز گردد براہِ خدا

کہ براہ حق کی اوسے ہدایت

تشریح متعلق صفحہ ۸

ف (بیعت) سنہ ۶۰ ہجری مین جب امیر معاویہ نے وفات پائی اور یزید پلید بجای اوسکے تخت نشین ہوا۔ تو بغرض بیعت کے اطراف و جوانب مین اوسنے پروانہ جات بہیجے۔ چنانچہ ایک پروانہ مدینہ منورہ مین ولید بن عقبہ کے پاس جو سلطنت شام کیطرف سے مدینہ کا حاکم تہا بہیجا کہ معاویہ نے وفات پائی۔ اور مین خلیفہ ہوا چاہتا ہون۔ کہ اہل مدینہ بہی میری بیعت کرین اسلئے لکہتا ہون کہ حسین بن علی اور عبدالرحمن بن ابی بکر و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن زبیر وغیرہ سے ہماری طرف سے اون سے بیعت لے۔ کیونکہ جب یہ لوگ بیعت کرینگے کیسکو انکار کی گنجایش نرہیگی۔

تشریح متعلق صفحہ ۹

ف (ناچار) مدینہ سے نکلنے کی یہ وجہ ہوئی کہ جب ولید بن عقبہ کے پاس یزید کا خط باین مضمون پہونچا کہ تو امام حسین وغیرہ سے میری طرف سے بیعت لے تو اوسنے خط پڑہا اور کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مجہے جگر گوشہ رسول اور نور چشم بتول سے تعرض کرنا مناسب نہین ہے۔ پہر مروان خبیث الباطن سے مشورہ لیا اوسنے کہا کہ ضرور ان لوگون سے بیعت لینی چاہیے اگر انمین سے کوئی انکار کرے تو اوسے قتل کرنا روا ہی۔ ولید نے کہا استغفر اللہ مجہسے یہ ہرگز نہ ہوگا۔ بعد اسکے امام حسینؑ کو بلایا۔ آپ پچاس آدمیون کے ساتہ جو مسلح تہے تشریف لیگئے مگر ان آدمیون کو مکان کے باہر چہوڑ کر ولید کے پاس تنہا گئے۔ اوسنے نہایت تعظیم سے بٹہلایا اور مضمون خط سے واقف کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اسمین کئی آدمیون کا نام ہے۔ ایک ہی مرتبہ سبکو سُناؤ کہ سبکے سب بیعت کرلین اوسنے کہا کہ بہت خوب۔ اور بعض روایتون مین آیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مین یزید سے بیعت نہین کرسکتا کیونکہ وہ فاسق و دایم الخمر ہے ولید نے کچہہ جواب نہین دیا۔ اور آپ رخصت ہوئے۔ بعد واپس آنے آپکے مروان ولید سے کہنے لگا کہ تو نے امام حسینؑ کو اسوقت بیفایدہ چہوڑ دیا۔ اب انکا ہاتہ آنا مشکل ہے۔ مناسب ہے کہ انکو قید کر۔ اور زبجبر بیعت لے۔ ورنہ قتل کردے۔ ولید نے کہا کہ مجہسے یہ حرکت نہوگی کہ مین جگر گوشہ رسول کو قتل کرون گو اسکے عوض مین مجہکو ہفت اقلیم کی سلطنت بہی بخشے۔ بعضون نے لکہا ہے کہ مروان کا کلام امام ہمام کے گوش مبارک تک پہونچا۔ اور امام نے فرمایا کہ ای مروان کسکی مجال ہے کہ مجہسے ایسی بادبی کرے تو نہین جانتا کہ مین ابن علیؑ اور سبط نبی ہون۔ اور یزید شرابی اور بدکار ہے اوسکی بیعت کیونکر کیجاسکتی ہے الغرض بعد تشریف لانے امام کے ولید بن عبداللہ بن زبیرؓ کو بلایا اور وہ بسبب غروب ہوجانے آفتاب کے نہ آئے اور کہلا بہیجا کہ اسکی تعمیل انشاءاللہ کل ہوگی۔ اور اوسی رات کو مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہوگئے۔ اور ولید نے اس واقعہ کی یزید پلید کو اطلاع دی۔ اوسنے لکہا کہ عبداللہ بن زبیر سے دست بردار ہو مگر امام حسینؑ کا سر کاٹ کر بہیجدے۔ ولید نے کہا کہ لاحول ولاقوۃ مجہسے یہہ حرکت نہوگی۔ اور وہ خط پوشیدہ امام کے پاس بہیجدیا۔ امام عالیمقام ۴ شعبان اور بروایتے ۲۰ شعبان کو سنہ ۶۰ ھ مین مع اہل و عیال مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہوگئے۔ راہ مین عبداللہ بن مطیع ملا اور پوچہا کہ آپ کہان تشریف لیجاتے ہین۔ فرمایا کہ ظالمون نے مدینہ مین رہنا مشکل کردیا۔ ناچار وہان سے مکہ کیطرف روانہ ہوا کیونکہ وہ جاے

امن و امان ہے۔ اوسنے کہا کہ آپ ضرور وہین تشریف رکھین۔ آپ سردار عالم اور فخر اولاد بنی آدم ہین۔ آپکی اہل مکہ ضرور اطاعت کرینگے۔ مگر زنہار کوفیون کے قول و فعل پر کبھی اعتماد نہ کیجئے گا وہ بڑے دغاباز اور مکار ہین۔ آپکے والد کو اونہین لوگون نے شہید کیا ہے۔ اور آپکے بڑے بھائی امام حسنؑ کی ساتھ جو برتاؤ اونکا تہا وہ بھی آپ پر روشن ہے۔

خطوط (کوفیون) جب امام عالیمقام مکہ معظمہ پہونچے اور اہل مکہ کمال بشاشت اور انتہائی فرحت سے آپکی خدمت شریف مین حاضر ہوئے۔ تو اہل کوفہ نے آپکے پاس متعدد نامے بھیجے کہ یا ابن رسول اللہ آپ یہان تشریف لائے۔ ہملوگ آپکے قدوم فیض لزوم کے منتظر ہین آپ سے بیعت کرینگے اور شب و روز آپکی اطاعت کرینگے۔ اوایل مین امام نے ان خطون کیطرف توجہ نہ کی۔ مگر جب انکی تعداد ڈیڑہ دو سو تک پہونچی اور ہر خط مین کمال لجاجت سے آپکی طلبی تہی علی الخصوص آخر کا خط خوشامدون اور چاپلوسیون سے بھرا ہوا تہا تو امام عالیمقام نے سفر کوفہ کا عزم بالجزم کرلیا۔ ہر چند آپکے رفقا اور احباب مثل عبداللہ بن عباسؓ و عبداللہ بن عمرؓ و عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت جابرؓ و ابو سعید خدری و ابو واقد لیثی وغیرہ وغیرہ جو دل سے آپکے ہواخواہ تہے اہل کوفہ کی بے وفائیان یاد دلا دلا کر آپکو اس سفر سے روکتے رہے۔ اور اونکی مکاریون اور دغابازیون سے ڈراتے رہے مگر آپ اپنے عزم مین مستقل تہے۔ اور کیونکر آپ مستقل نہ ہوتے قضائے الٰہی اور شدنی تو یون ہی تہی۔ غرض بہت سمجھانے پر آخر یہ بات قرار پائی کہ پہلے حضرت مسلم روانہ کئے جائین۔ الغرض وہ اپنے دو چھوٹے لڑکون کے ساتہ کوفہ کو روانہ ہو گئے۔ اور امام عالیمقام نے اہل کوفہ کے نام سے ایک خط لکھکر اونکے حوالہ کیا کہ یہ میری طرف سے جاتے ہین تم لوگون کو مناسب ہے کہ انکے ہاتہ پر بیعت کرو۔ اور عنقریب مین بہی آتا ہون والسلام۔

جو بیعت شقی کی نہ تھی بر محل	کہ تھا زانی و فاسق و پُر دغل
روا کی نہ شہ نے سمجھکر یہ بل	کہ پڑ جائیگا دین حق مین خلل

کہ جاہل سے پرہیز کرنا بھلا	زجاہل حذر کردن اولیٰ بود گزو ننگ دنیا و عقبےٰ بود	کہ نقصان دنیا کا اور دین کا

مدینہ سے ناچارؑ باچشم تر	گئے کعبہ کو وہ شہِ بحر و بر
کہ یہ گوشۂ عافیت ہے مگر	کہا دل سے یان رہ کے شام و سحر

تو خالق کی اپنی اطاعت میں رہ	پرستندۂ آفرینندہ باش در ایوان طاعت نشینندہ باش	سدا بیٹھ ایوان طاعت میں

لکھا کوفیونؑ نے کہ یان آئیے	امامت کے سرور دان آئیے
یداللہ کے نام و نشان آئیے	پیمبر کے آرام جان آئیے

کریم ہمکو راہِ خطا سے بچا	نگہدار مارا ز راہِ خطا خطا در گذار و صوابم نما	ہمیں نیکی اور راہ نیکی دکھا

کہا دل سے شہ نے کہ یہ ہے خبر
یہ حیلہ ہے خوش تا ہوون وہ بشر

کسی کا حرم مین بھی کاٹینگے سر
کہ کعبہ کی حُرمت مین پہونچے ضرر

گریبان سے زہد کے سر نکال

سر از جیب پرہیز گاری بر آر
کہ جنّت بود جاے پرہیزگار

کہ ہووے گی جنت تمہین مسکن جہان

چلے یہ سمجھکر سوئ کوفہ شاہ
سر جیش حُر تھا ہوا سدِّ راہ

ملی قرب کوفہ عدو کی سپاہ
کہا شہ نے اے بندۂ بارگاہ

نہ راہ وفا سے پھرا روی دل

مگردان ز کوی وفا روی دل
کہ در روی جانان نباشی خجل

کہ ہووے نہ آگے صنم کے تو خجل

مجھے کوفیون نے بلایا تھا کیون
وہ بولا کہ مین بیخبر کیا کہون

دغا کرنا مہمان سے ہے زبون
کہ بیداد ظالم سے ناچار ہون

ستم کی خرابی سے دیکھے جہان

خرابی ز بیداد بیند جہان
چو بستان خُرم ز بادِ خزان

جیسے باغ سرسبز سے بعد خزان

تشریح متعلق صفحہ ۱

ک۱ (خبر) رسول اکرم صلعم نے فرمایا تھا کہ ایک بکری کو خانہ کعبہ مین ذبح کرینگے جس سے حرم محترم کی اہانت ہوگی - چنانچہ عبداللہ ابن زبیر کو حجاج بن یوسف نے خانہ خدا مین ذبح کیا -

ک۲ (سوی کوفہ) جب امام عالیمقام نے حضرت مسلم کو کوفہ کیطرف روانہ کیا تو وہ بخیر وعافیت وہان پہونچے اور چالیس ہزار اہل کوفہ نے اون سے بیعت کی مگر چونکہ بیوفائی اور دغابازی اہل کوفہ کی جبلّی اور خلقی ہے - ابن زیاد بن نہاد کے تھوڑے دہمکانے پر فسخ بیعت کر ڈالا - اور جن لوگون نے حضرت مسلم سے بیعت کی تھی وہی بحکم ابن زیاد اونکے خون کی پیاسے ہوگئے آخر بڑی دغابازی اور مکر سے حضرت مسلم کو معہ دونون بچّون کے شہید کر ڈالا - اور اونکے سر کاٹ کر دار الامارۃ سے لٹکا دئے - اور یہان مکہ مین حضرت امام حسینؑ کے پاس حضرت مسلم کا پہلا خط اس مضمون کا آچکا تھا کہ چالیس ہزار اہل کوفہ نے مجھسے بیعت کی ہے اور شب و روز آپکے تشریف آوری کی انتظار ہے اور یہ خبر نہ تھی کہ اہل کوفہ نے بعد اسکے حضرت مسلم سے کیا ظالمانہ برتاؤ کیا - الغرض امام عالیمقام نے سامان سفر درست کیا - اور معہ اہل و عیال چلنے پر آمادہ ہوئے - حضرت ابن عباس نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ زینہار حرم شریف سے باہر نجائیے اور کوفیون کی قول و فعل پر اصلا اعتماد نہ کیجیے - کیا آپ کو معلوم نہین کہ آپکے باپ اور بہائی سے اونہون نے کیا برتاؤ کیا ؟ اور اگر آپکو جانا ہی ہے تو اہل و عیال کو ساتہ نہ لیجائے - مین ڈرتا ہون کہ لوگ آپ کو شہید کرین - اور اہل و عیال کو اسیر - مگر امام عالیمقام نے اونکی بات کا خیال نہ کیا اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ اپنے دل مین بہت رنجیدہ ہوئے - اور رونے لگے - بیہقی نے شعبی سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر مدینہ سے مکہ مین آئے اور سُنا کہ حضرت امامؑ کوفہ کو روانہ ہوگئے - بیتاب ہوکر دوڑے اور ایک منزل مین پہونچکر ملاقات کی اور کہا کہ ای ابن رسول اللہ پروردگار نے اپنی پیغمبر صلعم کو دنیا اور آخرت مین اختیار دیا تھا - مگر آنحضرت صلعم نے آخرت ہی قبول کیا اور دنیا سے مُنہ موڑا - اور آپ بہی اونہین کے نواسہ اور جگر گوشہ ہین - قسم خدا کی ہرگز نہ ملیگی آپکو دنیا - اور خداوند تعالیٰ نے آپکی خاندان کی بہتری اسی مین رکھی ہے کہ آپلوگون کو دنیا نہ ملے بلکہ اوسکی عوض مین آخرت کی مدارج اور مراتب عنایت ہون بہتر ہی کہ آپ مکہ کو تشریف لیچلین اور کوفہ کی خیال سے درگذرین - مگر آپ نے نہ مانا - آخر عبداللہ بن عمر نے رُو کر امام کو گلے لگایا - اور دونون آنکھون کی بیچ مین بوسہ دیا اور کہا استودعک اللہ من قتیل یعنی آپکو خدا کی سپرد کرتا ہون اے شہید ہونیوالے - صواعق محرقہ مین ہی کہ محمد بن الحنفیہ کو خبر پہونچی کہ آپ کا ارادہ سفر کوفہ کا ہی تو وہ اتنا روئے کہ طشت وضو اشکون سی بھر گیا - اور تہذیب التہذیب مین ہے کہ مسور بن مخرمہ نے آپکو لکہا کہ ای امام عالیمقام آپ سفر کوفہ کا ہرگز قصد نفرمائیگا - اہل کوفہ بڑے دغاباز اور حیلہ ساز ہین - اور جسوقت آپ روانہ ہوئے اہل مکہ نے عرض کی کہ بقرعید قریب ہے لوگ اطراف و جوانب سے حج کرنے آئینگے اگر آپ توقف کیجئے تو بعد حج کے بہت سے مسلمان آپکے ہمراہ چلینگے - مگر امام اوسیوقت روانہ ہوگئے - اور جو لوگ اس سفر مین آپکے ساتہ تہے وہ معہ اہلبیت و رفقا و غلام و موالی بیاسی۸۲ آدمی تھے - تہذیب التہذیب مین ہی کہ ایک منزل مین امام عالیمقام اور فرزدق شاعر سے ملاقات ہوئی وہ کوفہ سے آرہا تہا - آپ نے اوس سی کوفہ کا حال پوچھا - چونکہ اوسوقت وہ بہت بیمار تھا زبان سی جواب ندی سکا

بلکہ اشارہ سے منع کیا کہ آپ کوفہ کو نجائے - جب آپ اور آگے بڑہے تو خبر پہونچی کہ حضرت مسلم معہ اپنے دونون بچونکے شہید ہوئے اور اہل کوفہ نے بیوفائی کی - تو آپ نے قصد کوفہ ترک کیا مگر حضرت مسلم کے کئی بہائی جو آپکے ساتہہ تھے کہنے لگے کہ ہم تو نہین پہرینگے - یا تو اپنے بہائی کا بدلہ لینگے یا ویسے ہی شہید ہونگے - تو آپ نے اونکا قصد مصمم دیکہکر فرمایا لاخیر فی الحیوٰۃ بعدکم (یعنی جب تمہین نہین رہے تو جینے کا مزہ کیا ہے) بسم اللہ چلو جو کچہہ ہو -

سط ۳ (قرب کوفہ) جب حضرت امام حسین سبط رسول الثقلین برادران حضرت مسلم کے اصرار سے آگے روانہ ہوئے تو حر بن یزید ریاحی جو ابن زیاد بدنہاد کیطرف سے امام عالیمقام کے گرفتار کرنیکو ایکہزار فوج کے ساتہ کوفہ سے آرہا تہا اوس مقام پر ملا جہان سے کوفہ دو منزل تہا - اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ مجھے ابن زیاد نے آپکے گرفتار کرنیکو بہیجا ہے - اور مین اس کام کو نہایت مکروہ جانتا ہون اب سخت مشکل ہو گیا کردن امام نے فرمایا کہ بہائی تمہین لوگون نے مجھے خطوط اور نامے لکھے اور تمہاری ہی اصرار اور خواہش سے مین آیا ہون - اب تمہین لوگ ہماری گرفتاری اور قتل کے درپے ہو سبحان اللہ عجب ماجرا ہے - حُر نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ بخدا مین نہین جانتا کہ کسنے آپکو خط لکھا ہے اور کسنے قاصد بہیجے - کیونکہ مین شہر کوفہ سے باہر تہا مگر مین بخوشی عرض کرتا ہون کہ جہان جی چاہے آپ تشریف لیجائے - ہرگز آپ کا متعرض نہونگا - اور ابن زیاد کو مین جواب دے لونگا - کیونکہ مین اون بدبختون مین نہین ہون جو جگر گوشۂ رسول و نور چشم بتول سے بے ادبانہ پیش آئین یا درپئے اذیت اونکے ہون اگر مین ایسا کرون تو مجھے شرم آتی ہے کہ قیامت کے دن آپکے نانا کو کیا مُنہ دکہاؤنگا - اور کیونکر اونکے حوض کوثر سے اپنے پیاس بجہاؤنگا - الغرض امام عالیمقام معہ اقارب و رفقا وہان سے روانہ ہوئے -

تشریح متعلق صفحہ ۱۱

سط (صحرا) یہ قافلہ جسکے سپہ سالار حضرت امام عالیمقام تہے رات بہر چلا اور صبحکو وہین تہا جہان سے روانہ ہوا تہا - صبح کیوقت پہر حُر بن یزید ریاحی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگا کہ یا حضرت رات ابن زیاد بدنہاد کا ایک خط اس مضمون کا پہونچا کہ اگر تو حسین بن علی کی گرفتاری مین پہلو تہی کریگا تو تجھے ایسی سزا دونگا کہ دوسرون کو عبرت ہوگی - بہتر ہے کہ آپ کہین تشریف لیجائے مین ہرگز آپکا سدراہ نہونگا - امام عالیمقام دوسری محرم کو کربلا مین پہونچے تہے اور وہان سے سات راتین برابر سفر کرتے رہے مگر صبحکو وہین پر قافلہ رہتا تہا جہان سے روانہ ہوتا تہا - اس سے زیادہ اور کیا سامان قضا و قدر ہوگا -

مگر جب فلک خور کو رخصت کری بظاہر مزاحم ہوں گو آپ سے	جدہر ہو مناسب چلے جائے تقاضا ہی دل کا کہ ایمان رہی

وہ دل خوش رہی جو رہی بیکار	خوش آندل کہ دارد تمنای دوست خوش آندل کہ دربند سودای اوست	رہی جس مین خواہش ہمیشہ ہی یار

شب آئی چلا ماہ اوج ہدلے یکایک گذرگہ وہ صحرا ہوا	کھلی رہ شہادت کا ساماں بندہا جہاں ہر طرف سی پکاری قضا

کہ خوش دل جو بیتاب دلدار کا	خوش آندل کہ شیداست برروی دوست خوش آندل کہ شد منزلش کوی دوست	وہ اچھا ہے وہ دل جو ہو گھر یار کا

رہے پھر وہیں گو چلے رات بھر بلا خیز اوس وحشت کو دیکھکر	قیامت ہوا وہاں سی کرنا سفر ہوا خواہ بولے کہ اے نامور

لگا دل نہ اس گھر مین سچ ہی حافظ	منہ دل برین منزل جانستان کہ دروی نہ بینی دل شادمان	نہ سمجھی کبھی شادمانی وہاں

سُنا جب کہ ہے کربلا اسکا نام
مخاطب ہوئے شہ سوئے خاص و عام
یہ فرمایا چارہ نہین جز قیام
مری امتحان کا یہی ہے مقام

صبوری ہر اک حال مین ہی بھلی
صبوری بہر حال اولی بود
که در ضمن آن چند معنی بود
کہ اس درمیان ایک سو نیکی

پھر اوسدم بہت روئے وہ شاہ دین
کہا ای خدائے زمان و زمین
تری امتحان کی مین لایق نہین
کہ ہون مین ترا بندۂ کمترین

صبوری ہی عظیم نبیون کا کار
صبوری بود کار پیغمبران
نہ پیچند زین روی دین پروران
پھرا دین سے نہ وہ ایماندار

اگر امتحان پر ہے مرضی تری
تو ہی شرم رکھ بیچویان مری
خوشی اپنی جی کی بھی اب ہی یہی
کہ تو جسمین خوش ہو وہی ہو وہی

اطاعت سے ہو نیکبختی نصیب
سعادت ز طاعت میسر شود
دل از نور طاعت منور شود
ہو دل نور طاعت سے روشن حبیب

تشریح متعلق صفحہ ۱۲

۵۱ (کربلا) امام عالیمقام نے دریافت کیا کہ یہ کون مقام ہی لوگون نے کہا کہ اسکا نام کربلا ہی۔ آپکو یقین ہوگیا کہ میری اور میری رفقا کے شہادت کی یہی جگہ ہے اور یہی زمین کرب و بلا ہی جہان ہمارا خون بہایا جایگا۔ اور اہلبیت نبوی صلعم کا امتحان صبر ہوگا۔ کیونکہ ہمارے جد امجد صلعم نے پہلے ہی سے اسکی خبر دی ہے
این زمین ست کہ آلودہ بخون خواہد شد ٭ علم سید ابرار نگون خواہد شد ٭ روایت کی ابوداؤد اور حاکم نے ام الفضل والدہ عبداللہ بن عباس سے کہ فرمایا پیغمبر صلعم نے آئی میرے پاس جبریلؑ اور مجھے خبر دی کہ میری امت عنقریب اس بیٹے کو میرے یعنی حسین کو قتل کریگی۔ اور جبرئیل نے وہانکی تھوڑی سرخ مٹی دی اور انس بن حارث سے مروی ہے کہ مین نے سُنا پیغمبر صلعم کو فرماتے ہوئے یہ لڑکا میرا مارا جائے گا اوس زمین مین جسکو کربلا کہتے ہین جو شخص وہان موجود ہو اسکی مدد کرے اسیواسطے یہ انس بن حارث کربلا مین امام عالیمقام کے ساتھ تھے اور وہین شہید ہوئے اور ابو نعیم نے یحیی خضرمی سے روایت کی ہی کہ مین جنگ صفین مین حضرت علی مرتضیٰ کی ساتھ تھا جب زمین نینوی یعنی کربلا مین پہونچے تو حضرت مرتضی نے پکار کر فرمایا ای ابو عبداللہ صبر کیجیو کناری فرات کے۔ مین نے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہین۔ کہا پیغمبر صلعم نے مجھے خبر دی ہی کہ جبرئیلؑ کہتے تھے کہ حسین مارا جائیگا کنارہ فرات کے اور مٹی وہان کی دکھلائی تھی۔ اور جناب مرتضی نے فرمایا کہ یہ اونٹون کی بندھنے کی جگہ ہے اور یہ کجاوے کہولنے کی جگہ ہے اور یہ موقع خون بہنے کا ہے اور بہت سے جوانان اہلبیت رسول اللہ صلعم کے یہان مارے جاوینگے۔ جنپر آسمان و زمین روئینگے۔ اور طبرانی نے حضرت عایشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا پیغمبر صلعم نے کہ خبر دی مجھے جبرئیلؑ نے کہ میرا بیٹا حسین مارا جائیگا بعد میرے زمین طف مین یعنی کربلا مین۔

اور حضرت امام احمد بن حنبل اپنی مسند مین پیغمبر خدا صلعم سی روایت کرتے ہین کہ فرمایا آپ نے میری پاس ایک نیا فرشتہ پروردگار کیطرف سی آیا جو اسکے پہلے کبھی نہین آیا تھا اور اوسنے مجھے خبر دی کہ حسین کو لوگ عداوت کیوجہ سے قتل کرینگے اور اگر آپ چاہین تو مین وہان کی مٹی کو دیکھا دُن یہ کہکر اوسنے تھوڑی سی سرخ مٹی دکھائی اور امام بغوی اپنی معجم مین حضرت انس بن مالک سی روایت کرتے ہین کہ جو فرشتہ باران پر موکل ہی وہ آنحضرت صلعم کی زیارت کو حاضر ہوا۔ اور آنحضرت صلعم اوسوقت اُم سلمہ اپنی بیوی کی مکان مین تشریف رکھتے تھے آپنے ام سلمہ سی فرمایا کہ تم دروازہ کو بند کردو کہ کوئی آنی نپاوی۔ اچانک امام حسین وہان آگئے اور بوجہ کم سنی کی اور لڑکونکی طرح آنحضرت صلعم کی گود مین کودنا شروع کیا اور آپنے بھی اپنی گود اونکے لئے پھیلا دی اور اونکی سر پر بوسہ دیا۔ فرشتہ باران نے کہا کہ یا رسول اللہ صلعم آپ انکو بہت دوست رکھتے ہین اور قریب ہے کہ آپ کی قوم بڑی ظلم و ستم سی انکو قتل کریگی اور انکا خون بہائیگی۔ اگر آپ فرمائی تو انکی قتل کی جگہ مین آپکو دکھا دُن یہ کہکر چلا گیا اور بعد تھوڑی دیر کے تھوڑی سرخ اور سیاہ مٹی آنحضرت صلعم کو دی حضرت اُم سلمہ نے موافق حکم آنحضرت صلعم کے اوس مٹی کو اپنی پاس رکھہ لیا اور اس حدیث کو ابو نعیم و بیہقی و ابو حاتم اور عبداللہ بن احمد نے بھی اپنی سند مین روایت کیا ہی اور حاکم اور بیہقی ام الفضل بنت حرث سی روایت کرتی ہین کہ ایکدن جب مین پیغمبر صلعم کی حضور مین حاضر ہوئی تو میری گود مین حضرت امام حسین تھی مین نے امام حسین کو اپنی گود سی آنحضرت صلعم کی گود مین رکھہ دیا اوسوقت آنحضرت صلعم ایسے ملول ہوئی کہ آپکی چشم مبارک سی قطرات اشک روان تھی بعد اسکی آنحضرت صلعم فرمانی لگے کہ پروردگار کیطرف سی میری پاس جبرئیل امین آئے اور مجھی خبر دی کہ آپکو لڑکے امام حسینؑ کو آپکی قوم تیغ ظلم سی شہید کریگی اور مجھے تھوڑی سرخ مٹی دی۔

یہی اب ہے مولا رضائے حسینؑ — تیرے راہ مین سر کٹائے حسینؑ
جو کچھہ پاس ہے سب لٹائے حسینؑ — مگر اُف زبان پر نہ لائے حسینؑ

یہی صبر مقصد کا در کھولدے

صبوری کشاید درِ کامِ جان
کہ جز صابری نیست مفتاح آن

سوا صبر کنجی نہین اور کوئی ہے

مناجات کر کے شہِ نامدار — رہے دیر تک ساکت و اشکبار
پھر اپنے دلِ خستہ سے ایک بار — کہا خیر جو مرضئے کردگار

رہو اے دل وفا مین تو ثابت قدم

دلا در وفا باش ثابت قدم
کہ بی سکّہ رائج نباشد درم

کہ بے سکہ چلتا نہین ہے درم

یہ تھا گریۂ شہ فقط اسلئے — کہ ہین کلمہ گو جد کی دشمن مرے
خجل ہونگا مین گر معذب ہوئے — کوئی اور نہین ایسا نہین جو کہے

غریبون ضعیفون پر مت ظلم کر

ستم بر ضعیفان مسکین مکن
کہ ظالم بدوزخ رود بی سخن

کہ ہے ظالمون کا جہنم مین گھر

تشریح متعلق صفحہ ۱۴

ے (**ابن زیاد**) اس ابن زیاد بدنہاد کا نام عبداللہ تہا اسکا باپ زیاد ولد الزنا تہا جسکا مختصر حال یہ ہے کہ ابوسفیان پدر معاویہ نے زمانہ جاہلیت اور کفر مین حارث ثقفی کی لونڈی سے جو اوسکی غلام کے نکاح مین تہی اور اوسکا نام سمیہ تہا زنا کیا اور اوسی زنا سے زیاد پیدا ہوا - جب یہ جوان ہوا تو اسکی فصاحت و بلاغت و لفاظی کا سارے عرب مین شہرہ ہوگیا - ایک مرتبہ عبداللہ بن عمرو بن العاص نے کہا - لو کان ھذا الغلام من قریش لساق العرب بعصاہ (یعنی یہ لڑکا اگر نطفہ قریش سے ہوتا تو عرب کو اپنی لاٹہی سے ہکاتا) ابوسفیان نے یہ سُنکر کہا واللہ انی لاعرف من وضعہ فی بطن امہ (بخدا مین جانتا ہون جسنے اوسکو اوسکی مان کے پیٹ مین رکہا ہے) جناب علی مرتضیٰ بہی وہان تشریف رکہتے تہے - ابوسفیان سے پوچہا کہ وہ کون شخص ہے - ابوسفیان نے کہا مین ہون - الغرض یہ زیاد یقیناً ولد الزنا تہا مگر بڑا چالاک اور مقرر یہان تک کہ جناب علی مرتضیٰ کی خلافت مین مداین وغیرہ کا آپ نے اوسکو عامل مقرر کیا اور وہ بہی اپنی فرایض منصبی کو پوری طور پر انجام دیتا تہا - امیر معاویہ نے پوشیدہ طور پر اوس سے خط و کتابت شروع کی اور اوسکو اپنے ساتہ ملانا چاہا - حضرت امیرؑ کو جب معلوم ہوا تو آپ نے زیاد کو تہدید آمیز نامہ لکہا - خلاصہ یہ ہے کہ جبتک آپ زندہ رہے وہ بہی ظاہر داری کرتا رہا اور بعد وفات آپکے امیر معاویہ سے ملگیا - مگر کسیقدر نمک کہانیکی شرم تہی - جب سبط اکبر امام حسنؑ نے دنیاے فانی کو چہوڑا تو اس زیاد نے علانیہ طور پر خاندان مرتضوی اور اہلبیت نبوی سے عداوت شروع کردی اور بکمال بیحیائی سے لوگون کے سامنے کہا کرتا تہا کہ مین تو ابوسفیان کے نطفہ سے ہون اور امیر معاویہ نے بہی تمام منادی کردی تہی کہ کوئی شخص زیاد کو زیاد بن امیہ نہ کہے بلکہ زیاد بن ابوسفیان کہنا چاہیے - اسنے خاندان نبوت کے ساتہ اور خصوصاً خاتم آل عبا حضرت امام حسینؑ کی ساتہ جو بے ادبی کی تہی وہ کتب تواریخ مین موجود ہے - یہ عبداللہ بن زیاد جسنے عداوت امام پر کمر باندہی تہی اوسی ولد الزنا کے نطفہ سے تہا اور یزید پلید کیطرف سے بجای نعمان بن بشیر صحابی کے کوفہ کا حاکم مقرر ہوا اور اسکے تقرر کی خاص وجہ یہی تہی کہ یزید پلید کا مطلب اس سے پورے طور پر حاصل ہوسکتا تہا کیونکہ بدکار کا معاون بہی بد ہی ہوتا ہے - اور بیچارے نعمان بن بشیر صحابی دیدہ و دانستہ اسمین پہلو تہی کرتے تہے - اور بقیہ حال اسکا دوسرے مقام پر عرض کرونگا -

تشریح متعلق صفحہ ۱۴

۵۲ **(ابن سعد)** یہ ابن سعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کا بیٹا تہا اسکا نام عمر و تھا - اور جن لوگون نی اسکو صحابہ مین شمار کیا ہی محض غلط ہی کیونکہ یحیی بن معین نے تصریح کی ہے کہ یہ اوس روز پیدا ہوا جسدن حضرت عمر فاروق شہید ہوئی تھے - اور ۶۶ھ ہجری مین مختار بن عبید ثقفی کے سپہ سالار ابراہیم بن مالک اشتر کے ہاتہون مارا گیا ہی - سچ ہے ولی کے گھر مین شیطان اور شیطان کے گھر مین ولی ہمیشہ سے ہوتے آئے ہین - حضرت سعد بن ابی وقاص پیغمبر صلعم کے ایک بڑے جلیل القدر صحابی ہین اور عشرہ مبشرہ مین داخل ہین یعنیؓ اون صحابیون مین ہین جنکے جنتی ہونے کی پیغمبر خدا صلعم نے قطعی طور پر بشارت دی ہے - بخاری و مسلم مین حضرت علی مرتضی سے روایت آئی ہے کہ جنگ اُحد مین جب پیغمبر صلعم پر کافرون کا زیادہ ہجوم ہوا تو چونکہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بڑے تیر انداز تہے اور اوس وقت بہی اون کافرون کو اپنے تیرون کا نشانہ بنا رہے تہے آنحضرت صلعم نے فرمایا ارم فداك ابی وامی (یعنے ای سعد تیر چلا میرے مان باپ تجہپر فدا ہون) حضرت علی مرتضی فرماتے ہین کہ مین نے کسی شخص کے حق مین آنحضرت صلعم کو یہ فرماتے ہوئے کہ میرے مان باپ تجہپر فدا ہون سوای سعد بن ابی وقاص کے نہین سُنا - اس سے کسقدر فضیلت حضرت سعد بن ابی وقاص کی ثابت ہوتی ہے - اور کیا قدرت ہے پروردگار کی کہ جسکا باپ آنحضرت صلعم کا ایسا جان نثار اور خدمتگذار ہو - اور پیغمبر صلعم اوسکی ایسی تعریف فرمائین اوسکا بیٹا ایسا نالایق ہو کہ رسول خدا صلعم کے جگر گوشہ اور نواسہ پر لشکر لیکر چڑہ آئے - اور شہید کرے - الغرض ابن سعد کی لشکر لیکر آنیکی اصل وجہ یہ ہوئی کہ جب امام عالیمقام کربلا مین فروکش ہوئی جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہی تو حر بن یزید ریاحی بھی اپنے لشکر کے ساتہ مقابل مین امام کی اوترا اور ابن زیاد مایہ فساد کو خبر پہونچی کہ امام عالیمقام مع اقارب و احباب کربلا مین فروکش ہوئے ہین تو اوسنے آپکے پاس اس مضمونکا ایک خط بہیجا کہ مجہے یزید بن معاویہ نے لکھا ہی کہ میری بیعت امام حسین سے طلب کر - اگر بیعت کرلین تو بہتر ہے ورنہ اونکا سر کاٹ کر ہماری پاس روانہ کر - اب مین نصیحت کرتا ہون کہ آپ بیعت کرلیجئے نہین تو لڑائی کیواسطے مستعد اور ہوشیار ہو جائے - امام عالیمقام نے اوس خط کو پڑہکر ڈالدیا اور فرمایا کہ اسکا جواب میرے پاس نہین ہے اس جواب سے ابن زیاد بد نہاد کی آتش عداوت مشتعل ہوگئی اور کہنے لگا کہ کون شخص امام حسین کی مقابلہ کو جاتا ہے کسی نے قبول نہین کیا پہر یہ تجویز ہوئی کہ یہی ابن سعد جوری کا حاکم ہی اور بڑا ہی قسی القلب اور سنگدل ہی اسیکو بہیجنا چاہئی فوراً ایک پروانہ اسکے نام کا روانہ کیا مگر اسنے انکار کیا اور لکھا کہ مین ایسے سخت کام کی جرأت نہین کرسکتا مجہسے یہ نہین ہوسکتا کہ سبط رسول اللہ کی مقابلہ کو جاؤن آپ اس کام کیلئے کسی اور کو تجویز کرلیجئے - ابن زیاد بد نہاد نی غصہ مین یہ جواب لکھا کہ مردک اگر تجہے حکومت رے کی منظور ہو تو امام کی مقابلہ کو جا ورنہ وہانکی حکومت سے دست بردار ہو مین دوسرے کو وہان کا حاکم مقرر کرونگا - جب یہ تہدید آمیز خط ابن زیاد کا ابن سعد نابکار کی پاس پہونچا تو طمع خام دنیای ناکام نی کشان کشان اوسکو مستعد کردیا کہ وہ اوسیدن کوفہ کو روانہ ہوا اور بہت جلد ابن زیاد کے پاس پہونچا اور کہنے لگا کہ اس خصوص مین مین اپنی دوستون اور رشتہ دارون سے مشورہ کرلون - تو اسکا جواب عرض کرون بعد اسکے اپنے گھر آیا اور اپنے بیٹون اور بہائی سے صلاح پوچہی اونہون نے کہا کہ ای ابن سعد تمہارے باپ سعد بن ابی وقاص پیغمبر صلعم کی جان نثارون اور اہلبیت کی فدائیون مین تہے اور تم ایسے ناخلف کہ جگر گوشہ پیغمبر سے لڑنی جاتی ہو تمہین شرم نہین آتی - ابن زیاد نی کہا کہ یہ سب کچہہ سہی مگر لڑنی سے انکار کرتا ہون تو رے کی حکومت ہاتہ سے جاتی رہتی ہی اور اوسکا جانا مجکو نہایت شاق ہی بلاسے مین دوزخ مین جاؤن مگر رے کی حکومت نہین چہوڑونگا اور ضرور لڑنے جاؤنگا - یہ کہکر ابن زیاد کی پاس گیا اور کہنے لگا کہ خیر امام حسین سے مجہے لڑنا منظور ہے مگر ترک حکومت رے نہین منظور ہے - تب ابن زیاد نے پانچہزار سوار ساتہ کرکے اوسے کربلا کو روانہ کیا -

یہان غم مین امت کی یہ خوش نہاد — وہان کوفہ مین شر پہ ابنِ زیاد
نہ خوفِ خدا تھا نہ فکرِ معاد — کمر بستہ سب بانیانِ فساد

کبھی دل نہ اس کمینے کا شاد ہو
مبادا دلِ آن فرومایہ شاد
کہ از بہرِ دنیا دہد دین بباد
کہ دنیا کی خاطر جو دے دین کو کھو

ہوا ابنِ سعد اس طمع مین خراب — کہ رَے کی حکومت سی تھا کامیاب
گوارا کیا آخرت کا عذاب — دیا اوسکے بہائی نے گو یہ جواب

مشقت نہ کر بہرِ مال
چرا میکشی محنت از بہرِ مال
کہ خواہد شدن ناگہان پایمال
کہ ہو جائیگا ایکدم پائمال

کمر اس مہم پر نہ باندہ ای اخی — مسلمان ہو کر نہ بن اب شقی
نہین تجھکو فکر اپنے انجام کی — طمع راستہ حرفِ ست دہر سے تہی

ہوا صید تو ایسا بہرِ شکار
چنان گشتۂ صیدِ بہرِ شکار
کہ یادت نیاید ز روزِ شمار
کہ تیری نہیں یاد روزِ شمار

تشریح متعلق صفحہ ۱۵

۵۱ (**فوج کین**) محرم کی ساتوین تاریخ تہی کہ ابن زیاد بدنہاد لشکر لیکر کربلا مین پہونچا اور امام عالیمقام کی خدمت مین یہ پیغام بہیجا کہ آپ کربلا مین کیونکر آئے۔ امامؑ نے جواب دیا کہ تمہارے قاصد اور ہرکارے مجھے یہان لائے نہین تو مین کیون آتا۔ مگر تم لوگون نے اپنا عہد توڑ دیا اب بہی اگر کوئی مانع نہو تو مین چلا جاؤن۔ عمرو بن سعد خوش ہوا کہ شاید ابن زیاد سے صلح ہو جاوے اور فوراً اوسے اطلاع بہی دی۔ ابن زیاد نے لکہا کہ تو امام حسینؑ سے یزید کی بیعت طلب کر۔ اگر قبول کرین تو مجہی اطلاع دی۔ اور تا صدور حکم ثانی انتظار کر۔ ابن سعد نے اس خط کو امام عالیمقام کے پاس بہیجدیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہرگز مین یزید سے بیعت نہین کر سکتا۔ جب یہ خبر ابن زیاد کو پہونچی تو اوسنے حصین بن نمیر اور شیث بن ربعی اور شمر ذی الجوشن وغیرہ بدنہادون کو بہت بڑی فوج دیکر ابن سعد کے کمک مین روانہ کیا اور قریب بیس بائیس ہزار اشرار کے کربلا مین جمع ہو گئے۔

۵۲ (**فرات**) محرم کی ساتوین تاریخ تہی کہ فوج اشرار سے پانچسو آدمی دریای فرات پر اس خیال سے مقرر کئے گئے کہ امام عالی مقام کے ساتہیون مین سے کوئی شخص ایک گہونٹ پانی بہی اوسمین سے نہ پینے پائے۔ الغرض ان اشقیا نے پانی کی ایسی بندش کی کہ اہلبیت رسول اللہ پر عرصہ زندگی سخت تنگ ہوا۔ امام عالیمقام کی قافلہ مین ایک بزرگ یزید ہمدانی تہے وہ آپکی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ مجہسے اور ابن سعد سے بڑی دوستی ہے اور وہ نابکار میرا مدت کا یار ہے۔ غالباً میری بات نہین اوٹہائیگا اگر ارشاد ہو تو اوس سے پانی کے لئے استدعا کرون۔ امام عالیمقام نے فرمایا کہ تمہین اختیار ہے۔ یزید ہمدانی ابن سعد کے پاس تشریف لے گئے۔ اور بغیر ادای رسم سلام علیک بیٹہ گئے۔ ابن سعد نے کہا کہ ای برادر ہمدانی تو نے السلام علیک کی سنت کیون ترک کی کیا مین مسلمان نہین ہون اور خدا و رسولؐ کو نہین پہچانتا؟ یا اور کوئی سبب ہے۔ یزید ہمدانی نے کہا کہ افسوس ہے تیرے اسلام پر تو منہ سے دعوی اسلام کرتا ہے اور جگر پارہ رسولؐ اور نور دیدہ بتولؑ کا دشمن جانی بنکر اونکے خون کا پیاسا ہے بڑی افسوس کی بات ہے کہ کتے اور سور وغیرہ حیوانات دریاے فرات سے پانی پیئن اور اہلبیت رسول اللہ صلعم پانی کو ترسین۔ کیا اسلام کے معنی یہی ہین اور ایمان کا یہی منشا ہے۔ ابن سعد اس کلام کو سنکے دل مین بہت پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ یہ تو سب سچ ہے۔ لیکن حکومت رَی سے مین کیونکر دست بردار ہون۔ آخر یزید ہمدانی بے نیل مرام وہان سے واپس آئے۔ اور سارا حال جناب امام عالیمقام سے بیان کیا۔ تو امام علیہ السلام نے کنوئین کہدوائے مگر سترہاتہ تک پانی کا کہین نشان نہ پایا۔ اور اہلبیت نبوی صلعم کا یہ حال تہا کہ نماز تیمم سے ادا فرماتے تہے اور پیاس کی شدت سے بات چیت اشارون سے کرتے۔ حضرت عباسؑ علمدار چند آدمیون کی ساتہ دریای فرات پر گئے اشقیا نے اونکے ساتہیون کو شہید کیا اور حضرت عباس زخمی ہو کر واپس تشریف لائے۔ اور بعض روایتون مین ہے کہ جس مشک مین آپ پانی بہر کر لیچلے تہے اوسکو اشقیا نے تیرون سے سوراخ کر دیا اور پانی بہگیا مگر اسد ربی ایمان کہ جب دریا پر آپ تشریف لیگئے تو چاہا کہ پہلی خود پانی پیلون بعد اسکے مشک مین بہر کے لیچلون مگر دل نے نہین مانا کہ امام عالیمقام یون ہی تشنہ کام رہین اور مین پہلی ہی پانی پی لون نہین بلکہ پہلے وہ سیراب ہو جائین تو بعد اسکے دیکہا جائیگا۔ اور جب واپس تشریف لائے تو امام عالیمقام سے فرمایا کہ یا حضرت ہمارے نصیبون مین آب فرات کے بدلے آب شمشیر ہے +

وہ بولا نہیں بہید سے تو خبر اگر جاکے لاؤں شہ دین کا سر	قیامت کا ہی کسکو خوف و خطر تو لوں حاکم کوفہ سے مال و زر

نہ لائق ہی سر بندگی سے پہیرنا	نشاید سر از بندگی تافتن که دولت بطاعت توان یافتن	کہ طاعت سے ملتی ہی دولت لاریب

لکھا ہی محرم کی تھی ساتوین وہ آ پہونچا سمرہ لیے فوج کین	کہ شہ پر چڑھائے ہوئے آستین نہ پاس پیمبر نہ کچھ خوف دین

دلا جو کہ محکوم شیطان ہی ہو	دلا هر که محکوم شیطان بود شب و روز در بند عصیان بود	تو رات اور دن بند عصیان میں ہو

بخیلوں سے بڑھکر تھا وہ بد صفات نہ کی اوسنے بچوں پہ بھی التفات	گیا بند آگے ہی آب فرات پھر ایسے شقی کو ہو کیونکر نجات

جو زاہد ہو بخیل کبھی جنتی نہیں	بخیل ار بود زاهد بحر و بر بهشتی نباشد بحکم خبر	جنتی ہو گا بقول نبی

ہوئی صبح عاشورہ جب آشکار	نمایان تھی نیرنگئے روزگار
اذان پر ادہر گوش ہر دیندار	ادہر شور نقارہ کارزار

اطاعت مین باندھی کسی نے کمر	یکی بستہ از بہر طاعت کمر	کسی نے گناہون مین کی عمر اپنی بسر
	یکی در گنہ بردہ عمر بسر	

مدینہ سے روتے پیمبر ﷺ چلے	لئے ہاتھ مین جام کوثر چلے
پیادہ پریشان مضطر چلے	کہون کیا کہ کسطرح کیونکر چلے

[illegible]	سوار جہان گیر یکران براق	[illegible]
	کہ بگذشت از قصر نیلی رواق	

ادہر بنت شاہ زمان و زمین	چلین واحسیناہ کہتی ہوئین
یہ کہتی تہین رورو وہ اندوہگین	ارے ظالمو کیا سنا ہی نہین

جو دنیا مین [illegible] ظلم کی آگ ہو	کسی کا تش ظلم زد در جہان	[illegible]
	برآورد از اہل عالم فغان	

تشریح متعلق صفحہ ۱۶

له ترجمہ طبری مین لکھا ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے کربلا مین یہ خواب دیکھا کہ پیغمبر خدا صلعم جماعت ملائکہ کے ساتھ تشریف لائے اور مجھے گود مین لیکے فرماتے ہین کہ ای نور العین لخت جگر مین خوب جانتا ہون کہ دشمنان دین تیرے قتل پر مستعد ہین یہ لوگ میری شفاعت سے قیامت کے دن محروم رہینگے اور تجھے درجہ شہادت نصیب ہوگا۔ بہشت تیرے واسطے آراستہ ہے اور والدین تیرے منتظر ہین اور آپ نے دست مبارک اپنا سینہ پر رکھا اور فرمایا اللھم اعط الحسین صبرا و اجرا (اے پروردگار حسین کو صبر اور عوض عطا فرما) امام عالیمقام نے یہ خواب اپنے اہلبیت سے بیان کیا سب نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اور رونے لگے۔ اور حاکم اور بیہقی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہین کہ مین ایک دن دوپہر کیوقت سویا تھا پیغمبر صلعم کو خواب مین دیکھا کہ آپکے ہاتھ مین ایک شیشہ خون سے بھرا ہوا ہے۔ اور دونون چشم مبارک سے قطرات اشک روان ہین اور سر کے بال بکھرے ہوئے اور گرد آلودہ ہین مین نے کہا کہ یارسول اللہ صلعم میرے مان باپ آپ پر قربان ہون آپکا کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ای ابن عباس آج میرا جگر گوشہ حسین ظالمون کے ہاتھون سے مارا گیا ہے اور اونکے ساتھ بہت سے اوسکے احباب و اقارب بھی درجہ شہادت کو پہونچے ہین۔ آج صبح سے مین اونہین لوگون کا خون اس شیشہ مین جمع کر رہا ہون۔ ابن عباس فرماتے ہین کہ مین نے اس تاریخ اور اس وقت کو جو ملایا تو ٹھیک وہی تاریخ اور وہی وقت تھا جبکہ حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے تھے۔ اور اسیطرح کا خواب حضرت ام سلمہؓ سے بھی مروی ہے۔

یہ دو دن کا ہی ملک و جاہ حشم
نظر کر کہ دارا و کاوس و جم

پھر آخر کو گئی یہ جان تن سی رم
جو تھے صاحب تخت جاہ و خدم

[illegible]

چنان خرمن عمر شان شد بباد
کہ ہرگز کسی زان نشانی نداد

کہ جن کا نشان کچھ بھی باقی نہیں

جب اوس سرور دین نے دیکھا یہ حال
کہا جی مین ایسا اگر ہی خیال

کہ ہین سب کمربستہ بہر قتال
نہین خوب اس کجروی کا مآل

جو شخص کہ جھوٹ کہتا مدام

کسی را کہ ناراستی گشت کار
کجا روز محشر شود رستگار

وہ کب ہوگا قیامت کو درست کام

ہوا انکے ہاتھوں سے گر مین شہید
دلا ہی یہی وقت گفت و شنید

شفاعت کی نانا سی پھر کیا امید
نصیحت کو اونسے نہ رکھ تو بعید

ہر اک وقت رہ تو کرم مین مقیم

ہمہ وقت شو در کرم مستقیم
کہ ہست آفرینندہ جان کریم

کہ ہے یہ صفات خدای کریم

یہ دو دن کا ہی ملک و جاہ حشم
پھر آخر کریگی یہ جان تن سی رم

نظر کر کہ دارا و کاوس و جم
جو تھے صاحب تخت جاہ و خدم

ہوئی برباد یہ کھلیان عمر کی دونا

چنان خرمن عمرشان شد بباد
کہ ہرگز کسی زان نشانی نداد

نہ نکلا پتا پھر کسی سے بتا

جب اوس سرور دین نے دیکھا یہ حال
کہ ہین سب کمربستہ بہر قتال

کہا جی مین ایسا اگر ہی خیال
نہین خوب اس کجروی کا مآل

کہ جو شخص ہو جھوٹ کا کام

کسی راکہ ناراستی گشت کار
کجا روز محشر شود رستگار

وہ کب ہوویگا حشر کو دن شاد کام

ہوا انکے ہاتھون سے گر مین شہید
شفاعت کی نانا سی پھر کیا امید

دلا ہی یہی وقت گفت و شنید
نصیحت کو اونسے نہ رکھ تو بعید

ہر اک وقت رہ تو کرم مین مقیم

ہمہ وقت شود در کرم مستقیم
کہ ہست آفرنندہ جان کریم

کہ ہے یہ صفات خدائے کریم

تشریح متعلق صفحہ ۱۹

۵۱ (سفینہ) فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی و من تخلف عنھا غرق (یعنی میرے اہلبیت تم مین مثل کشتی حضرت نوح کے ہین جو اوس پر سوار ہوا نجات پائی اور جو اوس سے کنارہ رہا غرق ہو گیا)۔

۵۲ (یہ کہکر) جب امام عالیمقام نے دیکھا کہ یہ اشقیا ہر طرح سے آمادہ جنگ ہین تو آپ خیمہ سے باہر تشریف لائے۔ اور لشکر شام کی مقابل کہڑے ہو کر پہلے حمد و ثنای خالق کبریا و نعت سرور انبیا بیان فرمائی۔ پہر ارشاد فرمایا کہ ای لشکریان شام و ای اہل کوفہ ذرا سوچو تو سہی کہ مین کون ہون اور کسکی اولاد ہون اور غور کرو کہ میرا خون بہانا اور میری اہلبیت کی ہتک حرمت کرنا تمکو کسی طرح درست ہے؟ کیا مین تمہاری پیغمبر کا نواسہ نہین ہون۔ کیا مین حیدر کرار شیر خدا علی مرتضیٰ ابن عم مصطفیٰ صلعم کا لڑکا نہین ہون۔ کیا پیغمبر خدا صلعم نی مجھے اپنا لڑکا نہین فرمایا ہے۔ کیا مین جگر گوشہ مصطفیٰ اور نور دیدہ فاطمہ زہرا نہین ہون کیا سرور کائنات نے میری حق مین نہین فرمایا ہے الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ (یعنی حسن اور حسین جوانان بہشت کی سردار ہین) کیا مین اون لوگون مین نہین ہون جنکی دوستی اور محبت کو پروردگار نے جزو ایمان گردانا ہے۔ کیا مین اونمین نہین ہون جنکی شان مین آیہ تطہیر نازل ہوئی ہے۔ کیا پیغمبر خدا صلعم مجھے اپنے دوش مبارک پر نہین چڑہاتے تہے اور فرماتے تہے کہ ای ابعد مین حسین کو دوست رکہتا ہون تو بہی اسے دوست رکہ۔ اسی طرح کے بہت سے فضایل آپنے بیان فرمائے۔ اور دشمنان دین پر حجت خداوندی ختم کی۔ اور واضح رہے کہ یہ کلام آپکا بہ سبب خوف یا عاجزی کے نہ تہا کیونکہ جناب امام حسین اپنی شہادت سے بخوبی واقف تہے اور میدان کارزار کے بڑی شہسوار اور یکہ تاز تہے بلکہ یہ ارشاد بنا بر قطع حجت تہی تاکہ دشمنون کو خداوند تعالیٰ کے روبرو عذر کرنیکی کوئی جگہ باقی نرہے۔ فرماتا ہے پروردگار وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا (یعنی مین عذاب نہین کرونگا تاوقتیکہ راہ دکہلانیوالا نہ بہیج لون) تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ حضرت امام حسین نی بعد اس کلام کی ابن سعد کو لکہا کہ تین باتون مین سے ایک بات اختیار کر۔ یا تو مجھے مکہ معظمہ جانے دے۔ کہ وہان جاکر بیٹہہ رہون اور اگر یہ منظور نہو تو مجھے ترکستان کیطرف جانے دی کہ وہان کفار ترک سے جہاد کرکے شہید ہون اور اگر یہ ہی منظور نہو تو ایکدم مجھے یزید ہی کی پاس بہیجدے وہان جو کچھ شدنی ہی ہوگا۔ ابن سعد نے اسکا جواب یہ لکہا کہ مین ابن زیاد کو آپکے سوالون سے آگاہ کرتا ہون جو کچھ اوسکی مرضی ہوگی اوس سے اطلاع دونگا۔ اور ابن زیاد کو اسی مضمون کا ایک نامہ لکہا اوسکے جواب مین اوس بد نہاد نے نہایت تہدید آمیز خط لکہا کہ مین نے تجھے لڑنے کے لیئے بہیجا ہے نہ صلح و صفائی کیلیے اگر حسین بن علی بیعت کرین تو بہتر ہے ورنہ اونکو قتل کر۔ اور اگر تجھے اس کام مین تامل ہو تو مین تجھے معزول کرکے دوسرے شخص کو تیری جگہ پر بہیجتا ہون اور اوسی سے یہ کام لونگا۔ جب ابن زیاد بد نہاد کا یہ نامہ پہونچا تو ابن سعد بدبخت نے فوج کی صفین آراستہ کین۔ اور امام سے کہلا بہیجا کہ مینے ہر چند چاہا کہ آپ یزید کی بیعت کرین مگر آپ نے نہ مانا۔ اب لڑائی کیواسطے تیار ہو جائے۔ امام نے فرمایا کہ اچھا مجھے آج بہر مہلت دے۔

یہ غم ہے جب انصاف بیداد ہو
خدایا ہر اک نیک بنیاد ہو

سفینہ نہ ان سبکا برباد ہو
وہ دل دی کہ ایمان سی آباد ہو

مئی لعل جام نگارین مین جب بن

مئی لعل در ساغرِ زرنگار
بود روح پرور چو لعلِ نگار

ہے روح پرور جیسے لب یار جیسی

نہین گرچہ پروا مجھے جان کی
وہ بھولی ہین رہ حق کی پہچان کی

ولی فکر ہے سب کی ایمان کی
دلا ہی یہی ساعت احسان کی

کرم سی نہین کوئی بہتر ای کام

ورای کرم در جہان کار نیست
وزین گرم تر ہیچ بازار نیست

ہے گرم اس سے بازار اوسکا مدام

یہ کہکر اوٹھے شاہ والا مقام
جلو مین امامت کا سب احتشام

ہوی راکبِ مرکبِ خوش لجام
زبانِ دُرافشان پہ تھا یہ کلام

کرم سی دل خلق کو تازہ رکھ

دلِ عالمی از کرم تازہ دار
جہانرا ز بخشش پُرآوازہ دار

جہان کو کرم سی پر آوازہ رکھ

گئے واں امامت کی سروِ سہی — جہاں پر صف آرا تھی فوجِ شقی
پکاری کہ او ننگ دینِ نبی — یہ گردن کی سمجھی ہو تم زندگی

جو آدمی حرص کے دام میں جو پلی

ہر آنکس کہ در بند حرص اُفتاد
دہد خرمنِ زندگانی بباد

تو برباد کی خرمن زندگی

مری مرتبہ سے خبر کیا نہیں — تمہاری نبی کا نواسا نہیں
مری جد کا پڑھتے ہو کلمہ نہیں — جہالت کو چھوڑو کہ اچھا نہیں

نتیجہ ہے جاہل کا دوزخ میں جا

سرانجام جاہل جہنم بود
کہ جاہل نکو عاقبت کم بود

کہ نیک عاقبت کوئی جاہل نہیں

مری جد نے کیا کیا نہ احسان کیے — نکالا تمہیں ظلمت کفر سے
عوض اسکے درپے تم اسکے ہوئے — کہ جسمیں چراغ اونکی گھر کا بجھے

کہ ہیں ناقص العقل عورتیں ذات

بود بیوفائی سرشتِ زنان
میاموز کردار زشتِ زنان

نہ سیکھو ان سے کچھ کہ یہ بیوفا ہیں

تشریح متعلق صفحہ ۲۱

۵ا ترجمہ طبری اور دوسری کتابون مین لکھا ہے کہ جب امام عالیمقام نصیحت اشقیا سے فارغ ہوکر خیمہ مین تشریف لائے تو اہل حرم کو نصیحت کی کہ صبر بہت خوب ہے اور پروردگار نے صبر کرنیوالون کا بڑا درجہ مقرر فرمایا ہے۔ خبردار ایسا نہو کہ تم صبر اور استقلال کو ہاتھ سے دو۔ اور کسی طرح سے ہماری ثبات قدمی مین فرق آجائے۔ اور رونے چلّانے سے منع فرمایا۔ اور آسمان کیطرف مُنہ کرکے فرمایا کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ اہل کوفہ نے مجھسے بیعت کی اور پھر عہد شکنی کرکے میرے قتل پر آمادہ ہوئے ہین۔ اے پروردگار اسکا انصاف تیرے ہاتھ ہے۔ اور خیمہ سے باہر آکر اپنے اعوان و انصار سے فرمانے لگے کہ اے یارو مین تم سے بہت راضی ہون جو کچھہ حق خدمت اور رفاقت تہا وہ تمنے بخوبی ادا کیا۔ اللہ تعالے تمہین جزائے خیر دے۔ مگر حال یہ ہے کہ تم بہت کم ہو۔ اور دشمنان دین بہت ہین۔ اسلیئے میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ مین تمکو اپنی بیعت سے علحدہ کرتا ہون جس طرف تمہارا جی چاہے۔ وہان چلے جاؤ۔ مجھے یہ منظور نہین ہے کہ میرے ساتھ تمہاری جانین بہی تلف ہون۔ اور مین تو اپنی زندگی سے ناامید ہو ہی چکا ہون۔ خیر جو کچھہ مشیت ایزدی ہوگی وہ بہر طور مجھے منظور اور قبول ہے۔ اور اوس سے کوئی چارہ نہین۔ یہ سنکر وہ یاران جان نثار سبط رسول مختار رُونے لگے۔ اور عرض کیا کہ یا حضرت یہ آپ کیا فرماتے ہین۔ ذرا خیال تو فرمائے کہ ایسے وقت مین ہم آپ کو چہوڑکر چلے جائین تو قیامت کے دن جناب رسولخدا صلعم و علی مرتضیٰؑ و فاطمہ زہراؑ کو ہم کیا مُنہ دکھائینگے۔ اور دولت شفاعت محمّدی کیونکر پائینگے۔ آپکو اکیلا چہوڑکر ہرگز نہ جائینگے۔ اگر ہزار جانین ہماری ہون تو آپکے ایک ایک بال پر قربان کرین ؎ گردست دہد ہزار جانم ؛ در پائے مبارکت فشانم ؛ یہ کہکر اونہون نے لڑنے کا سازوسامان درست کیا اور ایک خندق اپنی مختصر لشکر کے گرد کہودی اور ایک راہ آمد و رفت کی رکھی

بتا او بن سعد سمجھا ہے کیا
نہین تجھکو محشر مین جانا ہے کیا

سمجھ بوجھ کر کام کرتا ہے کیا
ارے اس حکومت پہ بھولا ہی کیا

زندگانی کے گھر کو خراب

مکن خانۂ زندگانی خراب
بسیلابِ فعلِ بد و ناصواب

بدکاری اور بیجا کاری سے اجتناب

مسافر پہ آمادگی کیا ہے یہ
وہ کیا ہی سزا جسکی سمجھا ہے یہ

کسیکو ہے مارا کہ بدلا ہے یہ
عوض کس گنہ کے ارادہ ہے یہ

تیری دل کا مقصود حق نے دیا

چو ایزد ترا این ہمہ کام داد
چرا بر نیاری سرانجام داد

تمہین نعمتین اور دی فراغ

نہین ہون پیمبرؐ کا لختِ جگر
نہین ماں مری بنت خیر البشر

چڑھا تے نہ تہے وہ مجھ دوش پر
تجھے گر نہین علم دریافت کر

طلب کرنا ہی علم کا تجھپر فرض

طلب کردنِ علم شد بر تو فرض
دگر واجب ہست ازیش قطعِ ارض

اور واجب ہی اسکو قطع ارض

خدا نے جو بخشی تجھے افسری		یہ شکر اسکا ہے کینہ و مدبری
ہوا و ہوس تجھ مین ایسی بھری		بُجھانے لگا شمع پیغمبری
ہوا ایسا ہو زر کا مفتون ہے	چنان عاشقِ روئ زر گشتۂ کہ شوریدہ احوال و سرگشتۂ	ہو دیوانہ جیسا کہ مجنون ہے
جفا سے نبی کا جگر مت خراش		گہرا ہی دین کا نہ کر پاش پاش
ہمیشہ کو ای کُندہ ناتراش		یہ دنیا نہین منزلِ بود و باش
تو آخر کو ہوویگا مٹی گرفتار	بخواہی شد آخر گرفتار خاک چو بیچارگان با دلِ دردناک	بیچاروں کی طرح ہو دردناک
یہ دو دن کی دنیا ہی مہمانسرا		مسافر ہے تو اس سی جی مت لگا
نہ ٹھہرے گا جب کوس رحلت بجا		کہ چارہ نہین ہنجہ موت کا
بقا ہے نہ دنیا کو ای بے خبر	ثباتی ندارد جہان ای پسر بغفلت مبر عمر در وی بسر	بسر غفلت سے اپنی نہ کر

بہت گذری شاہان سلطان نشان بہت صاحبِ لشکرِ بیکران	بہت گذری مردان کشورستان یہی سب نے انجام دیکھا یہان

کیا عمر کا جامہ ہر اک نے چاک	که کردند پیراهنِ عمر چاک کشیدند سر در گریبانِ خاک	لیا سب نے اپنی گریبان خاک

لئی زر جو بیٹھی ہین یان پھول پھول کدہر ہی تیرا ہوش ای بو الفضول	نظر بھی نہ آئینگے جز خاک و دھول یہ سنسار کہیگا ہمیشہ ملول

نہ خاطر خوش ہو اس گھر سے دلدار کا	منه دل برین کاخِ خرّم هوا که می بارد از آسمانش بلا	کہ برساتا ہے آسمان بلا

نصیحت اونہین کر چکی جب امام وہ دانستہ حق سی پھری تھے تمام	رہی سُنکے خاموش سب اہلِ شام اثر کیا کرے راستی کا کلام

جسے ہو گئی عادت جھوٹ کی	کسی را که گردد زبانِ دروغ چراغِ دلش را نباشد فروغ	نہ روشن رہے دل بھی اسکا کبھی

وہ کیا بولتی دین و ایمان کی سُست
یہ تھوا ارتکابِ گنہ مین وہ چُست

کہ فرمودہ شاہ تہماسب درست
کہ ناپاکیش آب رحمت نہ شست

گنہگار کا قصد ای دل کبھی

دلا عزم عصیان مکن زینہار
کہ فردا نباشی زحق شرمسار

کہ ہووے نہ حق سے تو شرمندگی

نپایا جواب اونسی تب شاہ دین
تمہاری کوئی مجہپہ حجت نہین

پکاری کہ سُن لو اب ای اہل کین
کرون کیون نہ مین شکر جان آفرین

حق آگاہ ہو جسکا دل وہ کبھی

کسی را کہ باشد دلِ حق شناس
نشاید کہ بندد زبانِ سپاس

نہین بند ہووے زبان شکر سے

وہ ہے مالک الملک پروردگار
کری شکر کس مُنہ سی یہہ دلفگار

حُسین حزین بندہ جان نثار
کہ ممکن نہین ہی یکی از ہزار

مگر شکر کرنا ہی سب سے بھلا

ولی گفتنِ شکر اولی تر است
کہ اسلام را شکر اُو زیور است

کہ شکر اوسکا زیور ہی اسلام کا

مگر تم پہ ہے ثابت و برقرار — مرا دعوی اور حجت کردگار
سمجھ لے بن سعد روز شمار — محالات سی ہی کہ ہو رستگار

گنہ سی جو دل نہ باز آیا اگر
اگر بر نتابد ز عصیان دلت
بود اسفل السافلین منزلت
تو ہو گا وہ بیشک بد اعمال میں

یہ فرما کو واپس گئی جب وہ شاہ — رفیقون سی جاکر سوی خیمہ گاہ
کہا ہین دل اون سبکو از بس سیاہ — نصیحت سی ہوتی ہین کب و براہ

ز جاہل سی ہووی سوا بد کی کام
ز جاہل نیاید جز افعال بد
وز و نشنود کس جز اقوال بد
برا اوس سی سننا نہ غیر از کلام

خوشی سی تمہین مینی رخصت کیا — کہ تم اس بلا مین نہو مبتلا
وصیت یہ بس ہی کہ صبح و مسا — شریعت کی پابند رہنا سدا

بچیگا جو وہ شرع کی ہو تو
کسے را کہ از شرع باشد شعار
نترسد ز آسیب روز شمار
قیامت سی اوس دن نہ غمزدہ ہو

مزاحم نہ ہوگا تمہارا کوئی	کہ ہیں میری ہی کے سر خواہان شقی
نہ کھو اپنی جان میری خاطر سہی	کہ دنیا کا ہے کارخانہ یہی

کہ اک باغ عیش میں ہے آرام سے	یکی در گلستانِ راحت مقیم یکی با غم و رنج و محنت ندیم	مصیبت میں ہے کوئی آلام سے

وہ بولی کہ اے ماہ اوجِ ہدیٰ	زبانِ دُرافشاں سے یہ کیا کہا
یہی ہے یہی طاعتِ کبریا	کہ ہو جائیں سوچی سے تم پر فدا

عقلمند کیوں پھیرے طاعت سے سر	ز طاعت نہ پیچد خردمند سر کہ بالای طاعت نباشد ہنر	نہیں کوئی طاعت سے بہتر ہنر

طلب ہونگی محشر میں جب نیک و بد	تُلینگے سب اعمال با جد و کد
کوئی لائقِ نعمت سعد	کوئی مستحقِّ عذاب اشد

کوئی ہوگا خوش اور کوئی دردمند	یکی شادمان و یکی دردمند یکی کامران و یکی مستمند	کسی کا ہوگا عاجز کوئی مستمند

تشریح متعلق صفحہ ۲۷

سہ۱ "جہنم کہیگا کہ ہل من مزید" فرمایا پروردگار جل جلالہ وعم نوالہ نے سورہ قاف مین یوم نقول لجہنم هل امتلئت وتقول هل من مزید (یعنی قیامت کے دن مین کہونگا دوزخ سے کیا تو بھر گئی - دوزخ کہیگی نہین ابہی تو اور درکار ہے) +

سہ۲ (شفاعت) یہ حدیث شفاعت کی جسکا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ قیامت کے دن جب قبرون سے لوگ اوٹھینگے تو ایک زمانہ تک کس مپرسی کی حالت مین اپنی قبرون پر کھڑے رہینگے اور نہایت گھبراکر کہینگے چاہے دوزخ ہی کا حکم ہوجاوے - مگر اس کس مپرسی کی حالت سے تو نجات حاصل ہو - آپسمین مشورہ کرینگے کہ کسیکو شفیع بنانا چاہیے جو اللہ تعالیٰ کی درگاہ مین سفارش کرکے نجات دلوائے - حضرت آدمؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک سب پیغمبرون کے پاس جاینگے اور عرض کرینگے کہ یا حضرت آپ خداوند تعالےٰ کی درگاہ مین ہماری شفاعت کیجیے کہ ہم اس کس مپرسی کی حالت سے نجات پائین - سب پیغمبر کہینگے لست هناکم یعنی میرا یہ درجہ نہین ہے کہ مین پروردگار کے حضور مین آج کسیکی سفارش کرون - اور حضرت مسیح علیہ السلام فرماینگے کہ تم جاؤ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آج وہی شفاعت کرینگے - آخر سب لوگ حضور اقدس مین حاضر ہو عرض کرینگے کہ ای حبیب کبریا پیغمبر خدا آپ ہم گنہگارون کی شفاعت فرمائیے - آپ فرماینگے انا لها (یعنی مین اس کام کا ہون اور تمہاری سفارش کرونگا - اور آپ اوسوقت خدا کے حضور مین سجدہ کرینگے اور ایسی حمد الٰہی بیان کرینگے کہ کبھی نہین بیان کی ہے - پروردگار جل جلالہ فرمائیگا ارفع راسك یا محمد سل تعطہ واشفع تشفع (یعنی ای محمد سر اوٹھاؤ جو مانگوگے ملیگا - اور جسکی شفاعت کروگے قبول ہوگی) آنحضرت صلعم سجدہ سے سر مبارک اوٹھاینگے اور فرماینگے امتی امتی قربان ایسے پیغمبر رؤف ورحیم کے کہ ایسے وقت مین کہ اللہ جلشانہ غضبناک ہوگا - اور سب پیغمبر اولوالعزم خوف سے تھرتھراتے ہونگے اور آپ بے تکلف کمر شفاعت کی باندھینگے اور اپنی امت کی درخواست مغفرت کرینگے اور اسی شفاعت کا نام مقام محمود ہے جسکو پروردگار نے قرآن مجید مین فرمایا ہے عسیٰ ان یبعثك ربك مقاما محمودا - یہ ساری حدیث بخاری ومسلم مین ہے +

کہین عابد و زاہد و متقی
کوئی ہوگا ناجی بصد خوشدلی

کہین فاسق و پُر گناہ و شقی
نہ دیکھیگا کوئی رہِ مخلصی

خوشی سے کوئی مثلِ گل کے ہنسے

یکی چون گل از خرم و خندہ زن
یکی را دل آزردہ خاطر حزن

کسی کا دردِ دل سے پریشان رہے

سرِ قہر ہوگا خدای وحید
وہان ہوگی پھر باز پُرسِ شدید

جہنم کہیگا کہ ھل من مزید
کہ کیا تھا نہ حکمِ خدای مجید

اگر اتقا سے جلا شمعِ جان

ز تقوی چراغِ روان بر فروز
کہ چون نیکبختان شوی نیک روز

تو ہو تم نیکبختوں میں ہر روز وہان

گنہگار تب انبیا کی حضور
رہی نیک اعمال سے گرچہ دُور

کہینگے شفاعت کرواب ضرور
تمہاری تو مخلص تھی ہم بقصور

جدا کرنا ہے دو دوستون سے برا

جدائی ز احباب کردن خطاست
بُریدن ز یاران خلافِ وفاست

ہے یارون کی قطعِ صحبت خطا

وہ بولینگے ہمکو ہی خود اضطراب مگر جا کی پیشِ رسالت مآب	کری ہمپہ مولی نہ خودہی عتاب کرو عرض ای شاہ والا جناب

[illegible]	بیاران شرابِ چو آبِ حیات کہ یابد ز بویش دل از غم نجات	[illegible]

پھر اوسدم وہ سب دردکی مبتلا تمہین حق نے سردار عالم کیا	کہینگے حضورِ شہِ انبیا برائے خدا اے حبیبِ خدا

[illegible]	رعایت دریغ از رعیت مدار مرادِ دل دادخواہان برآر	[illegible]

پھر ایسے تلاطم مین بیڑا اوٹھا ہمارا ہے علم اسطرف رہنما	وُہی بخشوائینگے سبکی خطا تمہاری ہی جد کا ہی دان آسرا

[illegible]	بنی آدم از علم یابد کمال نہ از حشمت و جاہ و مال و منال	[illegible]

تشریح متعلق صفحہ ۲۹

سطر (یہ کہکر) اب یہان سے لڑائی کا آغاز ہے ناظرین اس واقعہ حیرت انگیز اور حادثہ حسرت خیز کو نظر غور سے ملاحظہ کرین اور سمجھین کہ جو لوگ خدا کے سچے دوست اور پیارے بندے گذرے ہین دنیا مین وہ ہمیشہ مورد آفات اور ہدف بلیات ہوتے رہے ہین ۔ الغرض جب محرم کی دسوین تاریخ ہوئی اور صبح عاشورہ مصیبت نے افق شہادت سے طلوع کیا تو فوج ابن سعد صف آرا ہوکر مقابلہ کو نکلی ۔ اور جناب سید الشہدا نے نماز صبح ادا کی اور ناقہ پر سوار ہوکر فوج اشقیا کے مقابلہ مین تشریف لائے ۔ بعد حمد خالق و نعت سرور انبیا آپ اون لوگون سے مخاطب ہوئے ۔ کہ اے لشکریان یزید غور کرو اور سمجھو ۔ کہ نصاریٰ تو ابتک خر عیسیٰ علیہ السلام کے سم کی تعظیم کرتے ہین ۔ اور یہود اگر کوئی آثار موسیٰ علیہ السلام کی پاتے ہین تو اونکو دل و جان سے عزیز رکھتے ہین اور مین تمہاری نبیؐ کا نواسہ ہون اور پیغمبر صلعم نے مجھے اپنا بیٹا بھی کہا ہے مگر تعجب ہی کہ تم میرے قتل پر مستعد ہو ۔ کیا مینی تم مین سے کسیکا خون کیا ہی جسکے عوض مین مجھے قتل کرنا چاہتے ہو ۔ یا کسیکا مال لیا ہے کہ اوسکے مطالبہ مین مجھے ایسا پریشان کرتے ہو ۔ یا اور کسی طرحکا دعویٰ ہے کہ اوسکے عوض مین مجھے عاجز کر رکھا ہی ۔ مین تو مدینہ مین اپنے جد امجد کے مزار پرُ انوار پر بیٹھا تھا وہان بھی تمنے نہ رہنے دیا ۔ ناچار حرم شریف مین آیا وہان سے بھی تمنے خطوط لکھہ کے اور قاصدون کو بھیجکے بلوایا ۔ حضرت مسلم کے ہاتہ پر تمنے بیعت کی اور پھر فسخ بیعت کی ۔ اب بتلاؤ کہ خداوند تعالیٰ کو کیا جواب دوگے یہ سنکر سب خاموش رہے اور کسی نے کچھہ جواب نہین دیا ۔ تب امام عالیمقام نے فرمایا کہ اے لشکریان یزید اب خدا کی حجت تمپر ہے ۔ مجھپر نہین ۔ یہ فرماکر ناقہ سے اوترے اور گھوڑے پر سوار ہوئے ۔ اور صف لشکر آراستہ فرمائی اور لوگون کو وصیت کی کہ تم مین سے کوئی شخص لڑنے مین سبقت نکرے ۔ اونہین دشمنان دین کیطرف سے ابتدا ہونے دو ۔ یکایک ایک آدمی گروہ اشقیا سے عبداللہ نام جو فی الحقیقت عبد الشیطان تھا گھوڑی پر سوار ہوکر میدان مین آیا اور دیکھا کہ اہلبیتؑ کی خیمہ کے تین طرف آگ روشن ہے (اور یہ آگ بحکم امام عالیمقام بنظر تحفظ اور احتیاط جلائی گئی تھی تاکہ مخالفون مین سے کوئی شخص وہان نہ جاسکے ۔) کہنے لگا کہ ای حسین بشارت ہو تمکو آتش دنیا کی قبل آتش دوزخ کے ۔ آپ نے اوسیوقت اوس نا فرجام بدلگام کے حق مین بد دعا فرمائی ۔ اللھم احرقہ بالنار (یعنی ای اللہ اسکو اسکو آگ مین جلا) ابھی یہ دعا پوری نہ ہوئی تھی کہ اوسکے گھوڑی نے اوسی آگ مین ڈالدیا اور وہ عبد الشیطان مخلد فی النار ہوا ۔ اور حضرت امام عالیمقام سجدہ شکر بجالائے ۔ اور بآواز بلند فرمایا کہ الٰہی مین اہلبیت رسول صلعم ہون اور میرا انصاف تیری ہاتہ ہی ۔ ابن اشعث مردود نے پکار کر کہا کہ ای حسین تمکو کون ایسی قرابت قریبہ پیغمبر خدا سے ہے جسپر اتنا فخر کرتے ہو ۔ اس بے ادبی اور گستاخی سے اوسکے امام عالیمقام کا دل کڑہا اور اوسکے حق مین بھی آپ نے دعاء بد فرمائی کہ ای پروردگار ابن اشعث مجھے فرزند رسولؐ نہین جانتا اور نبی صحابا قطع نسب کرتا ہی ۔ اسکو لوگون مین ذلیل فرما ۔ اوسیوقت ابن اشعث پیشاب کرنیکو بیٹھا تو بچھو نے ایسا نیش مارا کہ اوسکی تکلیف سے برہنہ تمام لشکر مین پھرتا تھا ۔ اسی اثنا مین شمر نے اپنے لشکر کے آگی بڑہکر لشکر امام کیطرف ایک تیر چلایا اور فخریہ کہنے لگا کہ سب لوگ گواہ رہین کہ امام حسینؑ کے لشکر پر سب سے پہلے مین ہی نے تیر چلایا ہے ۔ بعد اسکے زیاد و سالم دو غلام ابن زیاد بد نہاد کے صف اشقیا سے لڑنے کو نکلے ۔ اور اس طرف سے بھی دو بہادر ایک حیدر بن مطہر دوسرے یزید بن حصین اونکے مقابل ہوئی اور چشم زدن مین اون دونون کو تلوارون پر رکھہ لیا ۔ پھر مغفل بن یزید لشکر یزید سے نکلا ۔ اور

اوسکو بھی یزید بن حسین نے مارلیا بعد اسکے دوسرا شقی نکلا وہ بھی انہین کے ہاتھون مارا گیا۔ پھر مزاحم بن حرث نکلا۔ اسکو نافع بن ہلال نے تہ تیغ کیا۔ اسیطرح جو کوئی فوج اشقیا سے نکلا فوراً مارا گیا۔ اور ہر مرتبہ حضرت امام حسین سبط رسول الثقلین کا فرط شجاعت سے یہ حال تھا کہ بہ نفس نفیس مقابلہ کا قصد فرماتے تھے۔ مگر آپکے انصار و اعوان عنان مرکب روک کے عرض کرتے کہ یا حضرت جبتک ہم غلامون کی جان مین جان باقی ہے اور ہم مین سے ایک متنفس بھی زندہ ہے آپ ہرگز مقابلہ کا قصد نفرمایئے۔ اور آپکے رفقا ایسی مردانگی اور دلیری کی داد دیرہے تھے کہ مخالفون کو جھٹ پٹ اس طرح مار لیتے جیسے کتون کو مارتے ہین۔ جب لشکریان شام نے دیکھا کہ اگر اس طرحکا مقابلہ فرداً فرداً ہوگا تو لشکر امام کا ایک آدمی ہماری ساری فوج کیلئے کافی ہوگا اور ہم لوگون کو ہرگز عہدہ برائی نہوگی تو یہ تجویز کی کہ میری طرف سے دس دس آدمی اوس طرف کے ایک شخص سے مقابلہ کرین چنانچہ دس دس آدمی ملکر مقابلہ کو آنے لگے۔ تو بھی یہ حالت تھی کہ کوئی نامرد خوف کے مارے نزدیک نہ آتا دور ہی سے تیراندازی کرتا اور جو بہادر صف اسلام سے نکلتا کئی نامرد ملکر اوسے شہید کرڈالتے یہانتک کہ بچاس انصار سے زیادہ درجہ شہادت کو پہونچے۔ اب صرف امام عالیمقام کے اعزہ واقارب باقی رہ گئے تو امام عالیمقام ایک نہایت پُر درد اور جگر خراش نعرہ مارا۔ اما من ذاب یذب عن حریم رسول اللہ صلعم (ہے کوئی فریادرس ہی؟ جو اللہ کیواسطے اہم اہلبیت کی مدد کرے اور کوئی بچانیوالا ہی کہ حرم رسول اللہ کو بچاوے) یہ نعرہ حضرت سید الشہدا کا صرف اس خیال سے تھا کہ مخالفین سی جسکے دلمین ذرہ بھر بھی ایمان باقی ہوگا وہ بھی ہمارا ساتھ دیگا ایسا نہو کہ اس انبوہ مین کوئی شخص اہل ایمان سی جہنمیون کی ساتھ ملا ہوا بیجا رہے چنانچہ اسکا فائدہ یہ ہوا کہ حُر بن یزید ریاحی اپنی بھائی اور بیٹے اور غلام اسکے ساتھ فوج ابن سعد سی نکلکر امام عالیمقام کی حضور مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ ای ابن رسول اللہ صلعم مین سب سے پہلے بحکم ابن زیاد آپکے مقابلہ کو نکلا تھا اور اب مین آپکی خدمت مین حاضر ہون اجازت دیجیئے کہ آپکے قدمون پر اپنی جان نثار کردون تاکہ قیامت کے دن آپکے جد امجد پیغمبر خدا صلعم کی شفاعت سے محروم نہون۔ حضرت امام حسین نے حُر کو لڑنے کی اجازت دی۔ حُر بن یزید صف اشقیا پر شیر کیطرح جھپٹا۔ ابن سعد نے صفوان بن حنظلہ کو بھیجا کہ تو حُر کو سمجھا کر ہمارے لشکر مین واپس لے آ۔ اور اگر آنے سے انکار کرے تو وہین قتل کر۔ صفوان قریب آکر نصیحت کرنے لگا اور کہا کہ تجھے اپنے لشکر مین پھر جانا بہتر ہے حُر نے کہا کہ تو باوجود عقلمند ہونیکے اتنا نہین سمجھتا کہ یزید فاسق اور شارب الخمر ہے اور امام حسینؑ پاک اور صادق متقی پرہیزگار زاہد عابد ابن مصطفےٰ صلعم ہین۔ تو ہی غور کر کہ اس حالت مین کسکی تابعداری اولیٰ ہے یزید کی یا امام حسینؑ کی۔ صفوان نے کہا کہ یہ سچ ہے لیکن مال دولت یزید ہی کی پاس ہے اور سپاہی مال کی محتاج ہوتی ہین نہ تقویٰ و طہارت کی۔ حُر نے کہا کہ ای صفوان تو حق پوشی کرتا ہے اور دیدہ و دانستہ حق سے پھرتا ہی اسکے جواب مین صفوان مین حُر پر ایک نیزہ چلایا حُر نے نیزہ کو خالی دیکر اور وہی نیزہ چھینکر ایک ہی وار مین صفوان شیطان کو واصل جہنم کیا۔ بعد اسکے صفوان کی دو بھائی جو ابن سعد کے لشکر مین تھے اپنی بھائی کی مدد کو دوڑے۔ حُر نے اون دونون کو بھی تہ تیغ کیا۔ اسیطرح اور بھی بہت سے شقی اوسکے ہاتھون سے واصل جہنم ہوئے۔ بعد اسکے مخالفون نے گھیر لیا اور تیر و نیزہ سے شہید کرڈالا۔ اسیطرح حُر کے بھائی اور بیٹے اور غلام نے بھی بہتیرے فاسقون کو دار البوار مین پہونچاکر خلد بریں کا راستہ لیا۔

اگر تمکو یان چھوڑ جائینگے ہم پیمبر کو کیا منہ دکھائینگے ہم	گنہ کس سے وان بخشوائینگے ہم خطا پر یہین گر جی چرائینگے ہم

نہیں پھیرتے سچائی سے سر ہوشمند	نہ پیچد سر از راستی ہوشمند کہ از راستی نام گردد بلند	کہ سچائی سے نام ہوتا ہے بلند

یہ کہکر وہ سب عاشقانِ خدا دیا سر کہ سرمایہ تھا زیست کا	ہوئے جان نثارِ امام ہدا ہوئے حق کے مقبول یہ پھل ملا

سخی جو کہ ہیں مال سے میوہ کہاتے ہیں	سخیان ز اموال بر میخورند بخیلان غمِ سیم و زر میخورند	بخیل جو ہیں غم چاندی سونیکا کہاتے ہیں

رفیقانِ شہ جب فدا ہو چکے کوئی ہے کہ للہ مرا ساتھ دے	پکارے امام امتحان کیلیے دل اوسکا اوسی یون نصیحت کرے

مت نکال وفا کی گلی سے قدم	منہ پای بیرون ز کوی وفا کہ از دوستان می نیرزد جفا	کہ اچھی نہیں دوستون سے جفا

یہ سنتے ہی حر با غلام و پسر
نکل آیا جیسے گہن سے قمر

گروہ شقی سے بصد کر و فر
زبان پر یہ مضمون شیرین اثر

[illegible]

زجاہل گریزندہ چون تیر باش
نیامیختہ چون شکر شیر باش

[illegible]

یہ کی عرض آ کے کہ مولا میرے
نہین مجھکو پروا کہ دولت ملے

غلام آپ پر صدقہ سو جان سے
نگاہ کرم سی جو دیکھو مجھے

[illegible]

کرم مایہ شادمانی بود
کرم حاصل زندگانی بود

[illegible]

پہنسے جس طمع مین ہین وہ بدشعار
خدا کی قسم ای شہ نامدار

بچا اوس سی یہ آپکا جان نثار
یہی دل ہے کہتا کہ اب زینہار

[illegible]

مکن التفاتی بمال بخیل
مبر نام مال و منال بخیل

[illegible]

رہا نفس امارہ درپے میرے	چھٹا اوس سی بیچہا جو حضرت ملی
وغا کی اجازت بس اب دیجئے	کہ ہی عقل کی یہ نصیحت مجھے

بھروسا نہ اس عمر فانی پہ کر	مکن تکیہ بر عمر ناپایدار مباش ایمن از بازیِ روزگار	زمانہ کی بازی کی مت رہ نڈر

یہ سُنکر کہا شہ نے ای جان نثار	ہوا تو ز خاصان پروردگار
خوشی ہی تیری جا پی کارزار	کہ جنت بھی ہی تیری امیدوار

تواضع تری آبرو کو بڑھائے	تواضع بود حرمت افزای تو کند در بہشتِ برین جای تو	کرے خانہ خلد بریں تیری جا ہے

زہے بخت حُر با غلام و پسر	شہادت سی جا کر ہوا بہرہ ور
دلا آگے شہ کے جھکای جو سر	کھلین کیسی اوسپر نہ جنت کی در

تواضع سے کنجی در خلد کی	تواضع کلیدِ درِ جنت است سرافرازی جاہ را زینت است	اسی سے ہے سرفرازی تری

شہادت سے حُر کو کرامت ملی
نبیؐ آئے لینے کو عزّت ملی

ہمیشہ کے رہنے کو جنت ملی
اطاعت مین شہ کی یہ دولت ملی

جو اے دل تو کرے سچائی اختیار

دلا راستی گر کنی اختیار
شود دولتت ہمدم بختیار

تو تیری دولت نصیب یار ہو

وہ تھا اونکا ساتھی جو حق سے پھرے
ملا آکے شہ سے پیمبر ملے

مقدّر جو یاور ہوا دیکھئے
نہ کیون جان نثاری سے دہبّہ مٹے

سخاوت ہر ایک عیب کو چھپا

سخاوت مس عیب را کیمیاست
سخاوت ہمہ دردہا را دواست

سخاوت ہر ایک درد کی دوا

مخالف سے شہ کے لڑا اسقدر
دکھائی شجاعت کی کیا کیا ہنر

جدا کردئے سیکڑون تن سے سر
پرہ آخر شہادت کا پایا ثمر

ایک غازی اور چست چالاک اور پہلوان

یکی غازی و چابک و پہلوان
یکی بزدل و سُست و ترسندہ جان

ایک بزدل سست ڈرا ہوا جان

تشریح متعلق صفحہ ۳۳

ف جب امام عالیمقام کے کل اعوان و انصار یکے بادیگرے درجۂ شہادت کو پہونچے تو اب صرف آپکی اعزہ اور اقربا رہ گئے۔ حضرت سید الشہداء نے فرمایا کہ اب میری نوبت ہے آپکی عزیزون نے کہا کہ یا حضرت بھلا ہمارے زندہ رہتے ہوئے آپ لڑینگے تکلیف اوٹھاینگے یہ کہان ممکن ہے پہلے ہماری جانین آپ پر فدا ہوجاوین پھر آپ کو اختیار ہے آپ نے ہر چند اونکو لڑنے سے روکا مگر وہ جان نثاران امام کی جان دیگر کب رہ سکتے تھے سب سے پہلے حضرت علی اکبر بڑے صاحبزادے سید الشہداء کے مسلح ہوکر نکلے۔ اور اہل سیر نے لکھا ہے کہ علی اکبر پیغمبر خدا صلعم سے بہت مشابہ تھے۔ جب اہل مدینہ دیدار سید ابرار احمد مختار صلعم کے مشتاق ہوتے تو حضرت علی اکبر کی زیارت کرلیتے۔ الغرض جب علی اکبر لشکریان شام کے مقابلہ کو تشریف لیگئے تو اونکی ہیبت و جلالت سے اشقیا کی صورتین زرد ہوگیئن اور دل اونکے پانی پانی ہوگئے۔ ابن سعد اپنے لشکر سے کہنے لگا کہ یہ فرزند اکبر امام حسینؑ ہے کسقدر پیغمبر خدا صلعم سے مشابہ ہے اسکی شجاعت اور بہادری قابل دید ہوگی۔ حضرت علی اکبر نے فوج اشقیا سے مرد مقابل طلب کیا مگر کوئی مقابلہ کو نہ آیا۔ ناچار خود ہی آپنے فوج اشقیا پر ایک حملہ دلیرانہ کیا اور لشکر کو تہ و بالا کردیا اور دس حملے متواتر آپ نے فرمائے۔ اور ہر حملہ مین تین چار موذیون کو دوزخ مین پہونچایا۔ اس محنت شاقہ سے پیاس سے سخت غلبہ کیا اور پہلے ہی تشنگی تھی ہی زبان بالکل خشک ہوگئی اور حلق مین کانٹے پڑ گئے۔ اور اپنے والد حضرت امام حسینؑ سے پیاس کی شکایت کی۔ آپنے فرمایا کہ جان پدر کیا کرون میری زبان منہ مین رکھلے تو تسکین ہوجائے۔ حضرت علی اکبر نے زبان مبارک چاٹی اور پھر فوج اشقیا پر حملہ فرمایا۔ اچانک پیچھے سے مرہ بن سعد نے ایک تلوار ماری جس سے حضرت علی اکبر زمین پر گرے اور اشقیا نے تلوارون سے ٹکڑہ ٹکڑہ کرڈالا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعد اسکے جعفر بن عقیل نکلے اور ظالمون نے اونکو بھی تیرون سے شہید کرڈالا۔ اب فقط آل عبا سے حضرت امام حسینؑ اور عبد اللہ اور عباس اور جعفر اور عثمان و محمد پانچون بھائی اور قاسم فرزند حضرت امام حسن اور علی بن الحسین یعنی حضرت امام زین العابدین اور علی اصغر باقی رہے۔ ان بقیہ حضرات مین سے پہلے حضرت قاسم جنکی عمر شریف اونیس برس کی تھی مسلح ہوکر خیمہ سے باہر تشریف لائے۔ ہر چند حضرت سید الشہداء نے منع کیا مگر تقدیر الٰہی کشان کشان فوج اعدا مین لیگئی اور ایک ظالم کی تلوار سے آپ شہید ہوئے۔ یہ جو مشہور ہے کہ حضرت سکینہ دختر امام حسینؑ کا نکاح حضرت قاسم سے ہوا محض غلط ہے۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ حضرت سکینہ نے ملک شام مین وفات پائی بلکہ وہ اور مستورات کی ساتھ ملک شام سے واپس آئین اور مصعب بن الزبیر کے ساتھ بعد اسکے اونکا نکاح ہوا۔ الغرض بعد شہادت حضرت قاسم کی عبد اللہ و عباس اور جعفر و عثمان و محمد پانچون بھائی ایک ساتھ مسلح ہوکر نکلے اور ظالمون کی نرغہ کرکے ان حضرات کو شہید کرڈالا۔ جب یہ سب شہید ہوچکے تو ظالمون نے حضرت امام حسین پر بلوہ کیا اور آپکی طرف ایک تیر چلایا جو امام عالیمقام کے گھوڑی کو لگا۔ آپ گھوڑے سے اوترے اور زمین پر بیٹھ گئے۔ اسی اثنا مین حضرت علی اصغر جو شیر خوار تھے اور خیمہ مین شدت تشنگی سے رو رہے تھے۔ امام عالیمقام نے اونکے رونے کی آواز سنکر اونکو گود مین لیا اور اپنی زبان مبارک اونکے منہ مین دی۔ کہ فی الجملہ اونکو تسکین ہوگئی۔ اتنے مین کسی ظالم کا ایک ایسا تیر آیا کہ حضرت علی اصغر کے حلق کے پار ہوگیا اور وہ کنار پدر مین شہید ہوئے آپ نے گود سے اونکو رکھدیا اور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ؎ اے فلک پیر و جوان را ہمہ بر چیدی تو

طفل را ہم بکنار م نہ پسندیدی تو

شہادت سی حُر کی ہوا ایسا غم	کہ آنکھین ہوئین شہ کی اس غم سی نم
کہا شہ نے میدان مین جائینگے ہم	رہ حق مین اب سر کٹا ئینگے ہم

کوئی باغ جنت کو راہی ہوا

یکی در گلستان راحت مقیم
یکی در غم و رنج و محنت ندیم

کوئی درد اور غم مین گرفتار ہوا

رہی باقی اولادِ و احفادِ شاہ	غلام و موالی ہوئے قتل آہ
کہا سب نے ملکر کہ ای حق پناہ	اجازت ہو مولیٰ چلین رزمگاہ

بہت نامور اور بہت بہرہ ور

بسا نامدار و بسا کامگار
بسا سرو قد و بسا گلعذار

بہت سرو قد اور بہت گلبدن

کہا شہ نے تم ہو مری نور عین	اجازت تمہین دوں میں کیونکر حسین
یہی اب ہی بہتر کہ لڑ کر حسینؑ	ملے اپنے نانا سے مر کر حسینؑ

عنایت ہو تو مثل آب حیات

بیاران شراب چو آب حیات
کہ یابد ز نوشش دل از غم نجات

کہ دل کو غم سے جسکے پینے سے نجات ہو

فضایل کرون اپنی کیا مین شمار نصیحت کرون تمکو کیا بار بار	کہ خود اوسکا شاہد ہے پروردگار اثر جب نہو تمکو ہے اختیار
گنہ سی کرے ہوشمند احتراز	زعصیان کند ہوشمند احتراز کہ از آب باشد شکر را گداز	کہ پانی سی ہوجاتی ہی شکر گداز
نصیحت کیا کرتی اون پر اثر نہ پاس نبی تھا نہ محشر کا ڈر	کہ بدبخت ازلی تھے وہ بدگہر نصیبو نمین تھا اونکی دوزخ کا گھر
گنہ سی سر اوسکا ہو نیچا اگر	اگر بر نتابد ز عصیان دلت بود اسفل السافلین منزلت	تو ہو ویگا تحت الثری مین مقر
سوی خیمہ تشریف لائے امام وصیت یہ کی صبر کرنا مدام	اور رخصت ہوی سب سے عالیمقام کہ دشمن سی لیگا خدا انتقام
غرض عقدۂ جان کرے صبر وا	صبوری کشاید در کام جان کہ جز صابری نیست مفتاح آن	کہ کنجی نہین اور اسکی سوا

کہا رو کے سجاد نے ای پدر
اقارب میری کر گئے جب سفر

رہ حق میں کیونکر نہ کٹواؤں سر
شہادت سے میں کیوں کروں تب حذر

وہ دل خوش ہے رکھے جو تمنائے یار

خوش آن دل کہ دارد کہ تمنای دوست
خوش آن کس کہ دربند سودای اوست

وہ شخص خوش ہے جو ہوا اس کا گرفتار

کہا شہ نے ای میری لخت جگر
لڑائی سے کرنا ہمیشہ حذر

بقیہ ہو تم نسل خیر البشر
سیادت کا پھیلے گا تم سے اثر

جو تو حق پرستی کرے اختیار

اگر حق پرستی کنی اختیار
در اقلیم دولت شوی شہریار

تو ہو جائے ملک و دولت کا شہریار

ہوئے جبکہ خیمہ سے رخصت امام
تو رونے لگے گھر کے سب خاص و عام

کہا شہ نے ہے صبر کا یہ مقام
یہی حکم ہے خالق ذوالکرام

صبوری ہر اک حال میں ہے بھلی

صبوری بہر حال اولی بود
کہ در ضمن آن چند معنی بود

کہ ہیں درمیان اسکے معنی کئی

غرض شہ نے میدان مین آنکر
جسے شوق ہو آئی وہ جلد تر

کہا شامیون سی کہ ای بدگہر
کہ تن سی کرون سر جدا کاٹ کر

کوئی اگرچہ [illegible] چالاک پہلوان

یکی غازی و چابک و پہلوان
یکی بزدل و سست و ترسندہ جان

کوئی بزدل [illegible] جان

مقابل ہوئی اشقیا سے کئی
ہوی سست ازبسکہ فوجِ شقی

مگر سامنی آتے ہی جان دی
ذرا آگی بڑہنے کی ہمت نہ تھی

[illegible]

مکن بد کہ بد بینی از یار نیک
نمی روید از تخم بد بار نیک

[illegible]

کہا شہ نے پھر حملہ للکار کر
جدا کردی سیکڑون تن سی سر

یہ قوت خداداد بس دیکھکر
ملک نے کہا مرحبا جھوم کر

بہت سے بہادر جو فوج شکن

بسا تند گردان لشکر شکن
بسا شیر مردان شمشیر زن

بہت سے [illegible] زن

تشریح متعلق صفحہ ۳۸

۵۱ اب خاص سید الشہدا کی شہادت کا سانحہ قیامت خیز اور واقعہ حیرت انگیز بیان ہوتا ہے۔ جب حضرت علی اصغر کنار پدر مین شہید ہوئے۔ تو آپ نے نہایت حسرت سے فرمایا۔ الٰہی مجھے ان مصیبتون مین صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرما۔ بعد اسکے آپ خیمہ مین تشریف لائے۔ اور اہلبیت سے وصیت کی کہ زنہار ان مصیبتون مین صبر کو ہاتھ سے نہ دینا اور نوحہ کرنے اور چلا کر رونے اور سر کے بال نوچنے کو جو ایام جاہلیت کے رسوم ہین کبھی جایز نہ کہنا۔ یہ سب باتین ہماری خاندان نبوی اور دودمان مصطفوی کی محض خلاف ہین۔ اور اب مین ان ظالمون سے لڑکر شہید ہونے جاتا ہون۔ تمہین خداوند تعالیٰ کے سپرد کیا سوای اوسکے کوئی تمہاری عزت اور جان کا نگہبان نہین ہے۔ حضرت امام زین العابدین نے فرمایا کہ باوا جان مجھ بیمار ناتوان کو کسپر چھوڑے جاتے ہین۔ مجھے اجازت دیجے کہ مین آپ کی سامنے ہی شربت شہادت پیون۔ آپ نے فرمایا کہ ای جان پدر ابھی تجھسے بہت سی امور متعلق ہین تیری نسل قیامت تک باقی رہیگی۔ میرے بعد کسی سے لڑنا نہین صبر و شکر کرنا اور لوگون سے علحدہ ہوکر بسر کرنا۔ یہ فرماکر آپ باہر تشریف لائے۔ اور فوج شام کے مقابلہ مین جاکر آپ نے یہ فرمایا کہ اے لشکریان یزید تمہین شرم نہین آتی۔ کہ کس بے تکلفی سے خاندان نبوی کا خون بہا رہے ہو۔ یہ دریای فرات جس سے سور اور کتے تک پانی پیتے ہین۔ ہم اہلبیت نبوت پر روکدیا گیا ہے۔ آج کئی دن ہوئے کہ مین نے ایک قطرہ پانی کا نہین پیا ہے۔ پیاس کی شدت ہے۔ زبان خشک ہے۔ حلق مین کانٹے پڑگئے ہین۔ اور اوسپر طرہ یہ ہے کہ تملوگ ہمارے دوست اور رشتہ دارون کو قتل کرکے اب ہماری خون کی پیاسے ہو۔ جب کسی مجرم کو قتل کرتے ہین تو اوسکو بھی بھوکا پیاسا نہین مارتے۔ کیا مین مجرمون سے بھی بدتر ہون۔ کہ مجھے بھوکا پیاسا قتل کرتے ہو۔ اگر تم مسلمان اور میرے دادا کی امت ہو تو کچھہ بھی اس اخوت اسلامی اور قرابت نبوی کا لحاظ ضرور ہے۔ یہ سمجھانا میرا تم لوگون کو بخوف جان نہین ہے بلکہ تمہاری ہی بہبودی اور خیر خواہی کی خیال سے ہے۔ اگر میری باتون کا تمہاری سخت دلون پر اثر ہوتا ہو تو بسم اللہ مین حاضر ہون جسکا جی چاہے مجھسے مقابلہ کو آئے۔ جب آپ فرما چکے تو یکے بعد دیگرے لشکر اشقیا کے بہت سے سردار مقابلہ کو آئے مگر آتے ہی جہنم کا راستہ لیا اور لشکر یزید مین بڑا تزلزل پڑگیا۔ بعض روایتون مین ہے۔ کہ امام عالیمقام کے ہاتھ سے چارسو دس پیادے فوج مخالف کی جہنم واصل ہوئے۔ شمر و ابن سعد آپ کی شجاعت خداداد کو دیکھکر کہہ رہے تھے کہ آج تک ہمنے ایسا دلیر اور بہادر نہ دیکھا نہ سنا۔ باوجودیکہ سب اہلبیت انکے شہید ہوگئے ہین اور پیاس کی شدت ہے اور زخمون سے چور ہین۔ اور اتنی فوج کثیر گھیرے ہوئی ہے۔ مگر لڑنے سے نہین باز آتے ہین۔ الغرض جب لشکر اشقیا بہت مارا گیا اور کسی کے ہوش و حواس نہ باقی رہے اور سب نامرد مقابلہ سے جی چرانے لگے۔ اور سرداران فوج نے دیکھا کہ اب لڑائی بگڑی تو شمر ذی الجوشن نامرد نے یہ حیلہ کیا کہ چند مخصوص آدمیون کو لیکر خیمہ اہلبیت کے قریب پہونچا۔ اور اہل حرم اور امام عالی مقام کے بیچ مین حایل ہوگیا۔ حضرت امام حسینؑ نے نعرہ مارا ویحکم یا شیعۃ الشیطان کفوا سفہائکم عن التعرض للاطفال والنسوان (خرابی ہو تمہاری اے گروہ شیطان کے اپنے بیوقوفونکو باز رکھو عورتون اور لڑکون سے) مین تمسے لڑتا ہون یا عورتین۔ یہ سنکر شمر لعین پھر اور فوجکو حکم دیا کہ دونون طرف سے امام عالیمقام کو گھیر لو۔ فوج ہر طرف سے گھیر کر تیر اور نیزے برسانے لگے اور امام کا جسم مبارک زخمون سے چور ہوگیا۔ اتنے زخم لگے کہ اونکا شمار نا ممکن ہے۔ ایک ایک زخم پر سو سو زخم لگے تھے۔ آہ پروردگار اپنے خاص بندون کا یون ہی امتحان کرتا ہے۔ الغرض ایک تیر کسی بدبخت کا آپکے حلق مبارک پر آکر لگا۔ اور آپ پشت زین سے فرش زمین پر آرہے۔ آپکا زمین پر گرنا تھا کہ شمر لعین نے ایک تلوار

آپکے چہرہ مبارک پر ماری - اور سنان ابن انس نے ایک نیزہ مارا - نصر بن خرشہ بدبخت آپکا سر مبارک کاٹنے کو اوترا مگر نہ کاٹ سکا - ہاتھ تھر تھرانے لگا - تب خولی بن یزید اوترا اور اوس ناری نے آپکا سر مبارک جسم طہر سے جدا کیا - انا للہ وانا الیہ راجعون - اور بعض روایتون مین ہے کہ سہیل بن یزید نے سر کاٹا - اور اپنے بھائی خولی بن یزید کو دیا - ۵

زرین بور طہ خون فتادہ می بینم — سوار دوش رسول خدا سلام علیک
ز تشنگی بدہانت زبان نمیگردید — زبان قدرت کلک خدا سلام علیک
برای ناوک شمشیر کردسینہ سپر — توان بازوی شیر خدا سلام علیک
مقیم جنت ماوی اشہید راہ خدا — غریب کوفہ وکرب وبلا سلام علیک

روایت یہ مشہور ہے ای اخی
کہ مارے گئے چار سو دس شقی

پڑی فوج اعدا میں اک کھلبلی
وہ ہمت وہ جرأت وہ صولت گئی

ہوئی ایسی ایکبارگی وہ فنا [illegible]
چنان خرمن عمر شان شد بباد
کہ ہرگز کسی زان نشانی نداد
[illegible]

ہوئی شمر و بن سعد یہ دیکھکر
پریشان خاطر بہت منتشر

دیا حکم لشکر کو یہ ڈانٹ کر
کہ تیرون سے اب کام لو جلد تر

یعنی ستم زدہ کو نہ ستاؤ [illegible]
بآزار مظلوم مایل مباش
ز دود دلِ خلق غافل مباش
[illegible]

ہوئی بارش تیر پھر اسقدر
کہ خستہ ہوئے وہ شہ بحر و بر

ہوا جسم غربال تیرونکا گھر
اور خون سے ہوئی ساری پوشاک تر

[illegible]
ستمکش گر آہی بر آرد ز دل
زند سوز او شعلہ در آب و گل
[illegible]

کیا شمر نے ایک حیلہ نیا | سوی خیمہ اہلِ حرم وہ چلا
پکارا وہین شہ نے ای بیحیا | ترا عور تون نے بگاڑا ہی کیا

کہ عورات کی بیوفائی ہی تو
بود بیوفائی سرشتِ زنان
میاموز کردار زشتِ زنان
اور ان کی عادت سیکھنی نہیں

پھر اشمر وان سی بصد انفعال | اور کہنی لگا فوج سی بد خصال
تمہین قتل اک شخص کا ہی محال | عجب طرفہ تر ہی تمہارا خیال

نہ جاہل سی ہووی سوا برے کام
زجاہل نیاید جز افعالِ بد
وزو نشنود کس جز اقوال بد
اور نہیں سنی سیانی کسی سی کلام

سپاہِ عدو مین تھا غل مار لو | نبی کے نواسہ کا سر کاٹ لو
جو پردہ نشین ہون اونہین باندھ لو | سوی شام لی دیکے جلدی چلو

نہ بھول اسپر کہ فوج ہے بیشمار
مکن تکیہ بر لشکرِ بیعدد
کہ شاید ز نصرت نیابی مدد
عقلمند کی سنا نہ سدا تو یار

ہوئی یورش فوج شیطان وہین	کہ دل مین بھرا اونکی تھا بغض و کین
ہوئی شاہ مجروح وازبس حزین	اور مایل ہوئی زین سی سوئی زمین

تواضع کرو جو کہ ہے آدمی	تواضع کند ہر کہ ہست آدمی نزیبد ز مردم بجز مردمی	نہین زیب انسان کو بجز مردمی

بڑھی ہر طرف سی وہین اشقیا	کہ تن سی کرین آکی سر کو جدا
نصر ابن خرشنہ کی ابتدا	مگر ہاتہ کمبخت کا رُک گیا

نہ کر مردم آزاری ای پُر جفا	مکن مردم آزاری ای تندرای کہ ناگہ رسد بر تو قہر خدای	کہیں تجھ پہ آجائے نہ قہر خدا

عدوِ خدا خولی بن یزید	برادرش یا سہل ابن پلید
ازین ہر دو اخوان یکی نارسید	سرِ سرورِ اتقیا را برید

کسی کا جو شیطان ہو رہنما	کسے را کہ شیطان بود پیشوا کجا باز گردد براہ خدا	وہ کب راہ پہ حق کی آئے بھلا

خبر معتبر ہے یہ اے باصفا
لگا حلق پہ تیر اک شخص کا
کہ گھوڑے پہ تھے جب امام ہدیٰ
گری خاک پر وہ شہ دوسرا

کرے عاجزی جو ہوا ہوشیار
تواضع کند ہوشمند گزین
نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمین
زمیں پر جھکی شاخ پر میوہ دار

وہ چہرہ جو تھا بوسہ گاہِ نبیؐ
یہی کلبؑ ابلق تھا سُن اے اخی
نشانہ ہوا سیف شمرِ شقی
نبیؐ دیکھ چکے تھے خبر پہلے ہی

گنہ سے بچے دل نہ جو باز آ
اگر بر نتابد ز عصیان دلت
بود اسفل السافلین منزلت
تو ہو وہ بیشک بزیر زمین

پئے طمع پوشاک جسمِ امام
شقاوت سے اسنے کیا تھا یہ کام
برہنہ کیا جسنے تھا قیس نام
ہوا مورد لعنِ ہر خاص و عام

پڑا حرص کے دام میں جو کوئی
ہر آنکس کہ در بند حرص اُفتاد
دہد خرمنِ زندگانی بباد
تو برباد دے خرمن زندگی

تشریح متعلق صفحہ ۴۲

۵۱ - ابن عساکر نے حضرت امام حسن کے پوتے محمد ابن عمر سے روایت کی ہے کہ امام حسین کی ساتھ معرکہ کربلا مین میں بہی موجود تہا - مگر میری عمر بہت کم تہی - ایک مرتبہ امام عالیمقام نے شمر ذی الجوشن کو دیکہا - اور فرمایا سچا ہے اللہ اور اوسکا رسول - فرمایا تہا رسول مقبول صلعم نے گویا مین دیکہتا ہون ایک ابلق کتے کو کہ میری اہلبیت کے خون مین مُنہ ڈالتا ہے - اور غرض آنحضرت صلعم کی ابلق کتے سے یہ تہی کہ میرے اہلبیت کا قاتل کوڑہی ہوگا - اور اوسکے بدن پر سفید داغ ہونگے اور فی الحقیقت یہ شمر ایسا ہی تہا اور یہ نابکار قتل اہلبیت مین سب سے زیادہ کوشان تہا - اسیوجہہ سے جب امام عالیمقام پشت زین سے فرش زمین پر گری تو اس نامرد نے آپکے چہرہ مبارک پر ایک تلوار ماری اور سنان بن انس نے نیزہ مارا - جیساکہ پہلی لکہا گیا ہی - اسیوجہہ سے یہی دونون قاتل مشہور ہین -

۵۲ نقل ہی کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئی تو قیس بن اشعث مردود نے آپکا پیراہن شریف تن سے اوتار لیا اور حبیب بن رمویل نے تلوار آپکی اپنے قبضہ مین کی - اور ابن سعد کی حکم سے ان شہدار کربلا کی لاشین گہوڑون کی ٹاپون سے روندی گیئین (الامان الحفیظ) یہ واقعہ دسوین محرم کو بروز جمعہ بعد زوال آفتاب خط نصف النہار سے ۶۱ھ ہجری مین واقع ہوا - اوسوقت آپکی عمر شریف چہپن برس پانچ مہینے پانچ روز کی تہی - اور امام عالیمقام مدینہ منورہ مین پانچوین شعبان ۴ھ ہجری مین پیدا ہوئے تہے -
جب واقعہ کربلا ختم ہوگیا تو ابن سعد و شمر کے حکم سے فوج اشقیا نے خیمۂ اہلبیت نبوی صلعم کو معہ اسباب لوٹ لیا - اور بارہ آدمیونکو جنمین عورتین اور لڑکی اہلبیت کے شامل تہی قید کرلئے - جب اونہون نے حضرت علی بن الحسین یعنی امام زین العابدین کو دیکہا تو شمر بدبخت نے چاہا کہ اونکو بہی شہید کری - ایک شخص نے ہاتہ پکڑ لیا اور کہنے لگا کہ کافرون کی لڑکی بہی نہین مارے جاتی یہ تو مسلمان کا لڑکا ہی اور بیمار ہے - شمر نے کہا کہ ابن زیاد بدنہاد کا حکم ہے کہ کوئی لڑکا آل عبا کا باقی نہ رہنے پائے - اسنے کہا کہ تو ان سبکو ابن زیاد کے پاس روانہ کردی جو کچہہ اوسکی حق مین آئیگا کریگا - الغرض ابن سعد و شمر نے اہلبیت نبوت کو بے پردہ ننگے اونٹون پر سوار کرکے اور امام عالیمقام اور دوسرے شہیدون کی سرہای مبارک کو نیزون پر رکہکر بشیر بن مالک اور خولی بن یزید کے ساتہ ابن زیاد بدنہاد کے پاس کوفہ مین روانہ کیا - اور خود ابن سعد بدبخت نے کربلا مین ایکدن ٹہہر کر اپنے مقتولون کو جو دراصل دوزخ کے کندے تہے وہین گور و کفن کیا اور لاش بے سر حضرت امام حسین نور دیدہ حضرت رسول الثقلین اور دوسری شہیدون کو وہین پڑی رہنے دی - تیسری دن قریہ غاضریہ کے لوگ آئی اور جسد مطہر امام عالیمقام ایک جگہہ دفن کیا - اور عباس و علی و محمد و عبداللہ و جعفر فرزندان امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب و قاسم و عبداللہ و ابوبکر و عمر فرزندان امام حسن و علی اکبر و عبداللہ جنکو لوگ علی اصغر کہتی ہین و محمد و عون پسران حضرت زینب بنت خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا جنکی شادی حضرت عبداللہ بن جعفر طیار سے ہوئی تہی اور عبداللہ و عبدالرحمن و جعفر فرزندان حضرت عقیل بن ابی طالب ایک ہی جگہہ پہلوی امام حسین مین دفن کئی گئی مگر حضرت عباس بن علی جو لشکر سید الشہدا کی علم بردار تہی ایک تیر پرتاب کی فاصلہ پر مدفون ہوئی کیونکہ یہ حضرت اوسی مقام پر شہید ہوئی تہی اور بقیہ اولاد مہاجرین و انصار جو اوس معرکہ مین شہید ہوئی تہی ایک جگہہ دفن ہوئے +

اسیطرح اک اور تھا نابکار | پئے طمع شمشیر تھا بیقرار
کیا اوسنے قبضہ مین جب ذوالفقار | توآیا وہین دلمین اوسکے قرار

مبادا دل آن فرومایہ شاد
کہ از بہر دنیا دہد دین بباد

نمونہ تھا محشر کا یہ واقعا | عجب حادثہ تھا عجب سانحا
یہ دنیا کا ہے طرفہ تر ماجرا | ندیکھا کسی نے نہ ابتک سُنا

منہ دل برین منزل جانستان
کہ دروی نہ بینی دل شادمان

محرم کی تاریخ تھی جب دہم | اور ہجرت کا تھا سال شصت و یکم
سفر کر گئے جب امام سوم | کیا اہل دنیا نے حضرت کو گم

ثباتی ندارد جہان ای پسر
بغفلت مبر عمر در وی بسر

قیامت ہوئی سخت برپا وہان
ہوئی قتل اکدم سی خرد و کلان

پیمبر کا سب لٹ گیا خانمان
نہین دلکو ہی تاب ضبط فغان

کوئی تندرست اور کوئی ناتوان

یکی تندرست و یکی ناتوان
یکی سال خرد و یکی نوجوان

کوئی سخت بوڑھا کوئی نوجوان

نہ انسان پہ اسکا ہو کیونکر اثر
وہ قاتل تھی دنیا مین کیسی بشر

کہ تھی اس سی جنات بھی نوحہ گر
پڑین پتھر اوسکی دل سخت پر

نہین کوئی دنیا مین جاہل سا خوار

چو جاہل کسی در جہان خوار نیست
کہ نادان تر از جاہلی کار نیست

نہین اس سی کمتر کوئی نادان کا کار

شقاوت تھی ایسی کہ لوگون بھری
وہ پردہ نشینون کی بے پردگی

کہ جو چیز پائی وہان لوٹ لی
قیامت تھی برپا وہان اوس گھڑی

زر کا ایسا ہوا زر کا مفتون ہی

چنان عاشق روی زر گشتہ
کہ شوریدہ احوال سرگشتہ

کہ شوریدہ احوال ہی حیران ہی

تشریح متعلق صفحہ ۴۵

ہر مسلمان اس امر کو غور کر سکتا ہے کہ جب ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلعم خاتم النبیین اور سید الاولین و الآخرین ہیں تو ضرور آپکی اہلبیت بھی ساری پیغمبروں کی اہلبیت سے اشرف و اعلیٰ ہونگی۔ اور یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ محبوب کا محبوب بھی محبوب ہی ہوتا ہے اور بلا شک رسول مقبول صلعم پروردگار جلشانہٗ کے محبوب تھے اسیطرح جو محبت آپکو اپنے ان دونوں لخت جگروں اور صاحبزادوں سے تھی یعنی حضرت سیدنا امام حسنؑ و حضرت سیدنا امام حسینؑ سے وہ محتاج بیان نہیں کیونکہ اس مضمون کی بہت سی حدیثیں اوپر گذر چکی ہیں اور انتہائی محبت تو یہ تھی کہ فرمایا پیغمبر صلعم نے انا حرب لمن حاربہم و سلم لمن سالمہم (یعنی میں لڑونگا اوس سے جو لڑیگا میری اہلبیت سے اور صلح کرونگا اوس سے جو صلح کریگا میری اہلبیت سے)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اشقیائے شام و کوفہ دراصل حضرت امام حسینؑ سے نہیں لڑے بلکہ جناب خاتم الانبیاء سرور کائنات مفخر موجودات صلعم سے اور جو ایذائیں ان حضرات شہدائے کربلا کو ان اشقیا کے ہاتھوں پہونچیں وہ حقیقت آنحضرت صلعم کو پہونچیں اور جنکی پیغمبر خدا صلعم کو ایسی ایذائیں پہونچائیں وہ پروردگار کا یک سخت دشمن ہے اور دوسرے یہ کہ سیدنا حضرت امام حسنؑ و حضرت امام حسینؑ کی شہادت حقیقت میں پیغمبر صلعم کی شہادت ہے۔ اسلیئے کہ خداوند تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر صلعم کو کل اعلیٰ درجہ کے مراتب مرحمت فرمائے جسکا کوئی مسلمان منکر نہیں ہو سکتا۔ اور منجملہ اونہیں اعلیٰ درجوں کے ایک درجہ شہادت بھی ہے تو ضرور ہوا کہ یہ درجہ بھی آنحضرت صلعم کو حاصل ہو۔ اور یہ درجہ آپکو حاصل نہیں ہو سکتا تھا مگر اسطرح پر کہ آپ کفار کے ہاتھوں شہید ہوتے۔ اور یہ امر بظاہر منافی شان نبوت اور باعث ضعف اسلام تھا لہذا خداوند جل شانہٗ نے یہ چاہا کہ میرے حبیب محمد مصطفےٰ صلعم کو یہ درجہ بھی حاصل ہو مگر اور طریقہ سے اور وہ طریقہ یہ ٹھہرایا کہ بڑے صاحبزادے حضرت امام حسنؑ کو سر سے کمر تک بالکل آنحضرت صلعم کے مشابہ پیدا کیا اور چھوٹے صاحبزادے حضرت امام حسینؑ کو کمر سے پاؤں تک پوری مشابہت بخشی۔ غرض اب ان دونوں بزرگواروں سے گویا ایک سراپا پیغمبری صلعم جلوہ گر ہوا۔ پس جب یہ دونوں امام سبط خیر الانام شہید ہوئے تو گویا آنحضرت صلعم شہید ہوئے۔ اور یہ اعلیٰ درجہ تقرب کا بھی آپکو حاصل ہوا۔ اب رہی یہ بات کہ شہادت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک شہادت سری جو پوشیدہ طور پر ہوا اور قاتل اوسکا مخفی ہو۔ دوسری شہادت جہری جسکی بنا اعلان اور شہرت پر ہو اور شہادت پانیوالے نے ہر طرح کی تکلیفیں اوٹھائی ہوں۔ سر میدان اوسنے بے دینوں سے مقابلہ کیا ہو۔ اللہ کی راہ میں خوشی کے ساتھ سر کٹایا ہو۔ گھوڑوں کی ٹاپوں سے لاش روندی گئی ہو۔ تو جب پیغمبر صلعم کو بواسطہ انہیں دو اماموں کے شہادت حاصل ہونی تھی تو ضرور ہوا کہ ان دونوں بزرگواروں کی شہادت میں بھی فرق ہو۔ ایک کو سری ہو اور دوسرے کو جہری۔ تاکہ پیغمبر صلعم کو بھی شہادت کی دو قسمیں حاصل ہوں۔ بس یہی وجہ ہے کہ سبط اکبر حضرت امام حسنؑ کو شہادت سری ہوئی یعنی آپ زہر سے شہید ہوئے جو محض پوشیدہ طور پر تھی۔ اور سبط اصغر حضرت امام حسینؑ کو شہادت جہری ہوئی یعنی واقعہ کربلا میں آپ ہر طرح کے مصائب اوٹھا کر دشمنوں کے ہاتھوں سر میدان شہید ہوئے اور نہایت دلیری اور اولو العزمی سے اللہ کی راہ میں سر کٹایا۔ جب ناظرین باتمکین کو یہ امر معلوم ہو چکا کہ حسنین کی شہادت سے آنحضرت صلعم کو کسقدر نسبت تھی کہ گویا وہ آپ ہی کی شہادت تھی تو اسمیں شک نہیں کہ بروز شہادت سبط اصغر حضرت امام حسینؑ جو شہادت جہری تھی کسقدر ملال اور صدمہ آپکی روح مبارک کو پہونچا ہوگا۔ اب اسکی کیفیت ذیل کی روایتوں سے دریافت کریں۔

ابو نعیم اور بیہقی نے بواسطہ اسحاق بن راہویہ کے حضرت ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ ایک رات آنحضرت صلعم خواب سے روتے ہوئے بیدار ہوئے۔ اور آپکے دست مبارک میں تھوڑی سی سرخ مٹی خون کے رنگ کی تھی اور آپ اوسکو اولٹ پلٹ کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم یہ مٹی کیسی ہے آپ نے فرمایا کہ جبرئیل امین پروردگار کے

بہیجے ہوئے میرے پاس آئے اور یہ خبر دی کہ میرا اللہ کا حسین سرزمین عراق یعنی کربلا مین قتل کیا جائیگا اور یہ مٹی وہین کی ہے
اور دوسری روایت مین حضرت ام سلمہ سے یون آیا ہے کہ دونون صاحبزادے میرے مکان مین کہیل رہے تھے کہ حضرت جبرئیل تشریف
لائے اور فرمایا کہ اے محمد صلعم تمہارے بعد تمہاری امت اس لڑکے کو یعنی حسین کو قتل کریگی اور تہوڑی مٹی بہی دی آپ نے اوس
مٹی کو سونگہا اور فرمایا کہ اس سے کرب وبلا کی بو آتی ہے اور ایک شیشہ مین بند کرکے وہ مٹی مجہے دیدی اور فرمایا کہ جب یہ مٹی
سرخ ہوجاوے تو جاننا کہ میرا نواسہ حسین قتل کیا گیا - حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ جسدن حضرت امام حسین شہید ہوئے
مین مدینہ مین اپنے مکان پر دوپہر کو سوئی تہی کہ اوسی حالت مین پیغمبر خدا صلعم کو خواب مین دیکہا کہ آپکا چہرہ مبارک
گردآلودہ اور سر کے بال پریشان ہین اور آپکے دست مبارک مین ایک شیشہ خون سے بہرا ہوا ہے مین نے کہا یا رسول اللہ صلعم
میرے مان باپ آپ پر قربان ہون آپکی کیا حالت ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ اے ام سلمہ آج حسین اور اوسکے ساتہ والے قتل کیے گئے
مین صبح سے اس شیشہ مین اونکا خون جمع کررہا ہون - حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ مین اس خواب متوحش کو دیکہکر
چونک گئی اور فوراً اوس مٹی کو جو مجہے آنحضرت صلعم نے دی تہی جاکر دیکہا تو فی الحقیقت اوسے خون پایا پس یقیناً
مین نے سمجہا کہ امام حسین علیہ السلام کو اشقیا نے آج قتل کیا - اور اسیطرحکا خواب حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
امام احمد وحاکم وبیہقی نے روایت کیا ہے اور حضرت زہری فرماتے ہین کہ میرے پاس بیت المقدس سے یہ خبر پہونچی کہ
جسدن سیدنا امام حسینؑ شہید ہوئے وہان جس پتہر کو اوٹہایا تو اوسکے نیچے تازہ خون پایا گیا اور صواعق محرقہ مین ہے کہ حضرت
ام سلمہ فرماتی ہین کہ شب شہادت کو مین نے غیب سے ایک آواز سنی جیسے کوئی کہتا ہو - ایہا القاتلون جہلاً حسینا
ابشروا بالعذاب والتنکیل - قد لعنتم علی لسان داؤد وموسیٰ وحامل الانجیل - (اے قتل
کرنیوالو امام حسین کو نادانی سے بشارت ہو تمہین عذاب اور خرابی کی بیشک تمپر لعنت کی ہے حضرت داؤدؑ وموسیٰؑ
وعیسیٰ نے) اور ابو نعیم حبیب بن ابی ثابت سے روایت کرتے ہین کہ بعد شہادت کے مین نے جنون کو یہ پڑہکر روتے ہوئے
سنا - مسح النبی جبنیہ + فلہ بریق فی الخدود + ابواہ من علیا قریش + وجدہ خیر الجدود + (یعنی
امام حسین کی پیشانی کو پیغمبر خدا صلعم نے چوما تہا اور اونکے رخسارونمین چمک تہی - مان باپ اونکے قریش کی جان ہین
اور دادا اونکے ساری جہان کے دادا اون سے بہتر ہین) اور بہی ابو نعیم انہین حبیب بن ثابت سے روایت کرتے ہین کہ
حضرت ام سلمہ فرماتی تہین کہ یا تو مین نے پیغمبر خدا صلعم کے انتقال مین جنون کا رونا سنا تہا یا آجکی رات یعنی واقعہ شہادت
مین سنا - اور مین نے سمجہا کہ بیشک حسین شہید کیے گئے - پہر کہا حضرت ام سلمہ نے اپنی لونڈی سے کہ تو گہر سے نکلکر دریافت کر
اوسنے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سیدنا امام حسین شہید ہوئے - اور جنات یہ کہکر روتے تہے - الا یا عین فابتہلی بجہد +
ومن یبکی علی الشہداء بعدی + علی رہط تقودہم المنایا + الی متجبر فی ملک عہدی + (اے آنکہ کوشش
کرکے اس واقعہ پر رولے - میرے بعد کون ان شہیدون پر رویگا + ان شہیدونکو موت کہینچکر ان ظالمون کے پاس لائی تہی -)
اور بیہقی ام حبان سے اور وہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہین کہ جب شہید ہوئے حضرت امام حسینؑ اندہیرا رہا تمام
دنیا مین تین روز اور جسنے منہ پر زعفران ملی اوسکا منہ جل گیا - اور علی بن مسہر اپنی دادی سے روایت کرتے ہین کہ
وہ کہتی تہین کہ جب امام حسین شہید ہوئے تو مین جوان لڑکی تہی تو مین نے دیکہا کہ آسمان چندروزون تک روتا رہا
رہا گیا - اور صواعق محرقہ مین ہے کہ ایک قافلہ ورس (ایک خوشبو گہانس ہے) لادکے یمن سے عراق کو جاتا تہا
راہ مین یزیدی لشکریون کا ساتہ ہوگیا تو انکی شامت سے اونکی ورس بالکل راکہہ ہوگئی - اور جس اونٹ کو ذبح کیا
اوس سے آگ نکلی - اور بیہقی نے جمیل بن مرہ سے روایت کی ہے کہ بعد شہادت امام حسینؑ کے لشکریان یزیدی آپ کے
اونٹون مین سے ایک اونٹ ذبح کیا تو اوسکا گوشت اندراین سے بہی زیادہ تلخ تہا - اور حاکم نے حضرت عبد اللہ ابن عباس سے
روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلعم پر وحی بہیجی گئی پروردگار کیطرف سے کہ مین نے حضرت یحییٰ ابن زکریا پیغمبر کے خون مین ستر ہزار
آدمیونکو ہلاک کیا تہا اور تمہارے نواسہ کے عوض مین ایک لاکہ چالیس ہزار آدمیون کو ہلاک کرونگا -

اگر ہوتا انمین کوئی عقلمند	تو ہوتی نصیحت اوسی سودمند
کہ سبطِ نبی کو جو پہونچا گزند	پیمبر ہون اوس سی کیون دردمند

جو دنیا مین دو ظلم کی آگ بو

کسی کاتشِ ظلم زد در جہان

برآورد از اہل عالم فغان

اوٹھا دیوی خلق عالم سی آہ

ہوئی قتل جب سبط خیر الورا	کئی دن تلک خون برسا کیا
زمین پر برابر اندھیرا رہا	نمونہ تھا گویا کہ یہ حشر کا

اگر ظلم سی تو نہین باز آتا

مدہ رخصتِ ظلم در ہیچ حال

کہ خورشید ملکت نیابد زوال

تو سمجھ لی کہ دولت کو ہوگا زوال

خدا کی تھی مرضی کہ خیر البشر	کمالات عقبی سی ہون بہرہ ور
شہادت کی باقی رہی تھی کسر	ہوئی اوسکی تکمیل یوںؑ جلدتر

جو نبیون سی افضل حبیب الٰہ

حبیبِ خدا اشرفِ انبیا

کہ عرش مجیدش بود متکا

کہ عرش بزرگ اوسکا ہی تکیہ گاہ

شہیدونکی لاشین تہین بے سر پڑین
نہ خوف خدا تہا نہ کچہہ پاس دین

اور گہوڑونسی تہی روندتی اہل کین
شقاوت پہ تہا اونکو اپنی یقین

کوئی صواب پہ تہا کوئی تہا خطا

یکی در صواب و یکی در خطا
یکی در دعا و یکی در دغا

کوئی مصروف دعا کوئی دغا

وہ اہل حرم بیخطا بیگناہ
چلے بے بسی سے سوی کوفہ آہ

وہ اطفال کمسن بحال تباہ
نہ ماوا نہ ملجا نہ کوئی پناہ

جہان بزرگی مین کوئی امیر

یکی در جہان جلالت امیر
یکی در کمند حوادث اسیر

مصیبت حوادث مین کوئی اسیر

محافظ ہوئی انکے وہ اشقیا
سر ونکو بہی نیزون پہ لٹکا لیا

نہ تہا جنکو اک ذرہ خوف خدا
چلے جلد کوفہ کو یہہ بجیا

کوئی پاسبان تہا کوئی بادشاہ

یکی پاسبان و یکی بادشاہ
یکی دادخواہ و یکی تاج خواہ

اور انکا منصف کوئی کوئی تاج خواہ

تشریح متعلق صفحہ ۴۶

لہ اوپر لکہا جاچکا ہی کہ ابن سعد نے بشیر بن مالک و خولی بن یزید کے ساتہ شہداے کربلا کی سرون کو
نیزون پہ رکہکر اور عورتون اور لڑکون کو اونٹون پر سوار کرکے ابن زیاد بدنہاد کے پاس کوفہ روانہ کیا۔
چنانچہ امام زین العابدین اور عمر بن الحسن و محمد بن عمر بن علی وغیرہ صاحبزادگان صغیر السن انہین قیدیون مین
تہے۔ اور حضرت زینب خواہر حقیقی سید الشہدا اور شہر بانو زوجہ امام عالیمقام و حضرت سکینہ دختر امام وغیرہ
زنان اہلبیت سے ہمراہ تہین۔ الغرض جب اہلبیت رسالت معہ سر مبارک سید الشہدا اور دوسری سرون کے
ہمراہ اشقیا کوفہ مین رونق افروز ہوے۔ تو ابن زیاد بدنہاد نے اپنی مجلس آراستہ کی اور اہل کوفہ کو مدعو
کرکے قیدیون کو طلب کیا اور کہنے لگا کہ شکر ہے اوس خدا کا جسنے دشمنون پر سختی ڈالی۔ حضرت زینب نے
فرمایا الحمد للہ الذی اکرمنا بمحمد وطہرنا تطہیرا (یعنی اوس خدا کی تعریف ہے جسنے محمد صلعم کی
وجہ سے ہمکو بزرگ کیا اور بخوبی پاک کیا۔ ابن مرجانہ نے کہا کیف رایتم قدرۃ اللہ (کیونکر دیکہی تمنے
قدرت اللہ کی) حضرت زینب نے فرمایا سیجمع اللہ بیننا و بینکم و ینصف بیننا و بینکم (قریب ہے
کہ پروردگار ہمکو اور تمکو جمع کرکے انصاف کرے) ابن زیاد اس جواب پر سخت آشفتہ ہوا اور کہنے لگا کہ ظاہرا
ابتک تم مین دلیری باقی ہے۔ اور مردود نے چاہا کہ حضرت زینب سے بےادبانہ پیش آے۔ مگر حضار مجلس نے کہا کہ عورتون
کی بات کا اعتبار کیا ہے۔ تب حضرت علی بن الحسین یعنی امام زین العابدین کیطرف متوجہ ہوا۔ اور پوچہا کہ یہ کون
اور کسکا لڑکا ہے؟ کسی نے کہا کہ امام حسین کا بیٹا ہے۔ کہنے لگا کہ اسکو بہی قتل کرو۔ کیونکہ مین نہین چاہتا کہ
اہلبیت رسالت سے کوئی زندہ رہے کوتوال نے چاہا کہ امام زین العابدین کو بیرون قلعہ لیجاکر شہید کرے
حضرت زینب نے فرمایا کہ پہلے مجہے قتل کرلو تب اسپر ہاتہ ڈالو۔ یہی ایک لڑکا ہماری پیاری بہائی حسین کا
یادگار ہے۔ ابن زیاد بدنہاد اس خون ناحق سے درگذرا۔ پہر نظر اوسکی حضرت سید الشہدا کے سر مبارک پر پڑی
اور دیکہکر مردود ہنسنے لگا اور ایک چہڑی سے آپکے لب و دندان پر ٹہوکر لگانے لگا۔ حضرت زید بن ارقم صحابی
وہان موجود تہے اونہون نے فرمایا کہ اے ابن زیاد یہہ لکڑی لب و دندان مبارک سے علحدہ رکہہ بخداے لایزال
مین نے پیغمبر صلعم کو بارہا اسپر بوسہ دیتے ہوے دیکہا ہے۔ یہ کہکر بہت روے۔ ابن زیاد نے نہ مانا اور کہنے لگا کہ قسم
خدا کی جسنے تیری آنکہونکو رونے والا بنایا ہے اگر تو بڈہا نہوتا تو ضرور مین تجہے مار ڈالتا۔ زید بن ارقم نے کہا کہ
اس سے بہی زیادہ غصہ دلانیوالی بات تجہے سناؤن۔ کہ پیغمبر صلعم کو مین نے دیکہا کہ امام حسن کو دہنے ران پر اور
امام حسین کو بائین ران پر بٹہلائے ہوے تہے اور ہاتہ سرون پر پہیرتے جاتے تہے اور فرماتے تہے کہ ای پروردگار
مین انکو تیرے اور مومنین صالحین کی امانت مین سپرد کرتا ہون۔ مگر ای ابن زیاد تو نے رسولخدا صلعم کی امانت
مین کیسی خیانت کی ای لوگو تمسے حق تعالے خوش نہو کہ تمنے ابن فاطمہ کو قتل کیا اور ابن مرجانہ کو اپنا امیر بنایا
بعد اسکے ابن زیاد نے ممبر پر چڑہکر خطبہ پڑہا کہ شکر اوس خدا کا ہی جسنے اظہار حق کیا اور امیر المومنین یزید اور اوسکے
لشکر کو فتح دی۔ اور کاذب بن کاذب کو قتل کیا۔ عبد اللہ بن عفیف نے فرمایا کہ تو جہوٹا اور تیرا باپ جہوٹا اور جسنے
تجہے امیر بنایا وہ جہوٹا ہے۔ افسوس ہے کہ صدیقون کی جگہہ پر کہڑا ہوکر کلمات قبیحہ اپنی زبان ناپاک سے نکالتا
ہے۔ اور شرماتا نہین۔ ابن زیاد نے اونکی قتل کا حکم صادر کیا۔ مگر اوسوقت اونکی قوم نے بچایا اور وہ اونکو
ہمارے گہر لے گئے۔ الغرض ابن زیاد بدنہاد مایہ فساد نے سرہاے شہدا کو شہر کوفہ کے کوچہ و بازار مین تشہیر کرایا اس
مردود نے سر مبارک سید الشہدا کے ساتہ جتنی بےادبیان کی اونکی آخرت مین تو اوسکی سزا پاہی گا مگر دنیا مین

مین بھی پروردگار نے اوسکا نمونہ دکھلا ہی دیا۔ اور وہ یہ ہے کہ ۶۶ھ یا ۶۷ھ مین جب مختار بن عبید ثقفی نے شہر کو
قبضہ کرکے اشقیای شام وکوفہ سے سید الشہدا کے خون کا عوض لینا شروع کیا تو یہ عبید اللہ بن زیاد اوسوقت شہر
مین بیس ہزار سوار وپیادے کے ساتھ جا کر رہا تھا۔ مختار کیطرف سے ابراہیم بن مالک اشتر فوج لیکر اسکے مقابلہ کو
ابن زیاد نے دریا کے کنارہ پندرہ کوس شہر موصل سے نکلکر ابراہیم کی فوج سے مقابلہ کیا۔ صبح سے لڑائی شر
ہوئی۔ اور شام کے قریب ابن زیاد کو شکست ہوئی اور یہ عدو مع اپنی فوج کے مارا گیا۔ اور ابراہیم بن مالک
اسکا سر کاٹ کر دربار مختار مین حاضر کیا۔ بعض اہل تواریخ لکھتے ہین کہ چھ برس واقعہ کربلا کے بعد عین عاشورہ
دن یعنی محرم کی دسوین کو اسکا سر مختار کے سامنے حاضر کیا گیا۔ جس مقام پر سید الشہدا کا سر مبارک لٹکایا گیا
اوسی مقام پر اسکا سر بھی لٹکایا گیا۔ بعد اسکے وہان سے ہٹا کر دوسری جگہہ لٹکایا۔ ترمذی اپنی صحیح مین روا
کرتے ہین کہ جب ابن زیاد بدنہاد اور اوسکے یارون کے سر مختار کے پاس رکھے گئے تو اچانک ایک بڑا سا
ظاہر ہوا لوگ اوسے دیکھکے ہٹ گئے۔ وہ سب سرون مین سے صرف عبید اللہ بن زیاد کے سر کے پاس آکر او
نتھنے مین گھسا اور تھوڑی دیر ٹھہر کے اوسکے منہ سے نکلا پھر منہ مین گھس گیا اور نتھنے سے نکلا۔ اسی طرح سا
سانپ نے آمد ورفت کی اور پھر غایب ہوگیا۔ اور ابن سعد وشمر وغیرہ جو قتل سید الشہدا مین شریک
اونکا احوال بدمآل آخر مین بیان کرونگا۔

پہونچکر ہوئی وہ بہت شادمان کیا جلد حاکم سے جا کر بیان		کہ پائینگے ہم نعمتِ بیکران مبارک ہو قتل امامِ جہان
تو کھاتا ہے کیوں رات دن غم زر	چرا میگدازی ز سودای زر چرا میکشی بارِ محنت چو خر	کیوں کھینچتا ہے بار محنت مثل خر
ہوا حکم ابنِ زیادِ پلید نبیؐ کے نواسہ کو کر کے شہید		کہ ہر گھر میں ہو آج سامان عید پھری کربلا سے ہے فوجِ یزید
کوئی ہوگا خوش اور کوئی دردمند	یکی شادمان و یکی دردمند یکی کامران و یکی مستمند	کوئی ہوگا کامیاب اور کوئی مستمند
ہوئی جا کے دربار میں جمع سب ہوئی اہلبیتِ رسالت طلب		رؤسا ر کوفہ سے با صد طرب جہان جمع تھی سیکڑوں نے ادب
خوشی سے کوئی مثل گل کھل رہا	یکی چون گل از خرمی خندہ زن یکی را دل آزردہ خاطر حزن	کسی کا درد دل سے پریشان ہوا

عجب نخوت دشمان سے ابن زیاد که تھے تم مین جو بانیانِ فساد	اسیروں سے کہنے لگا بد نہاد ہوئے قتل و مقہور ربّ عباد

تکبر نے شیطان کو ذلیل کیا	تکبر عزازیل را خوار کرد بزندانِ لعنت گرفتار کرد	اور قید لعنت مین گرفتار کیا

کہا سن کے زینب نے اے بدلگام خدا کا کرین شکر ہم صبح و شام	تو ہی بانئ شر ہے بس لا کلام کہ ہین اہلبیتِ رسولِ انام

لیکن شکر کرنا زیادہ بہتر ہے	ولی گفتنِ شکر اولیٰ تر است که اسلام را شکر او زیور است	کہ اسکا شکر زیور اسلام ہے

جہانتک بنے آج کر لے غرور کھڑا ہوگا جب تو خدا کے حضور	قیامت ہے دن فیصلہ کا ضرور تو کھل جائیگا صاف تیرا قصور

کوئی شرع کے مکان کو مسمار کرنے والا	یکی بردرِ شرع مسمار وار یکی در رهِ کفر زنّار دار	کوئی کفر کی راہ مین زنار دار

تشریح متعلق صفحہ ۴۹

جب ابن زیاد بد نہاد مایہ فساد سرہای شہدار کربلا کو شہر کوفہ کی کوچہ و بازار مین تشہیر کرا چکا
تو ان سرہا کو مع جملہ اسیران اہلبیت نبوی شمر ذی الجوشن کیساتہ شہر دمشق کیطرف جو یزید پلید کا پایہ تخت تہا
روانہ کیا اور تاکید بلیغ کر دی کہ جو گانون یا شہر راہ مین واقع ہو تو سر مبارک سید الشہدا کا نیزے پر رکہکر
وہان بہی تشہیر کیجیو کہ وہان کی لوگ بہی آگاہ ہو جائین القصہ جب کوفہ سے روانہ ہو کر ایک منزل پر پہونچے
تو یہہ ملاعنہ شراب نوشی مین معروف ہوئے - ابو نعیم روایت کرتے ہین کہ یہ اشقیا شراب نوشی مین معروف
تہے کہ اچانک غیب سے ایک آہنی قلم نمودار ہوا اور خون سے اوسنے ایک سطر لکہی جسکا مضمون یہ تہا ۵
اترجو امتہ قتلت حسینا + شفاعۃ جدہ یوم الحساب + (کیا جس جماعت نے حضرت امام
حسین کو شہید کیا ہے وہ یہ بہی امید رکہتی ہے کہ قیامت کے دن اونکے دادا یعنی پیغمبر صلعم اس جماعت
کی شفاعت فرمائینگے - ہرگز نہین) اور بعض روایت مین یہہ قصہ اس طرح آیا ہی کہ جہان یہ ملاعنہ بیٹہی
ہوئے شراب پی رہے تہے وہین پر ایک بنی اسرائیل کے درویش کا عبادت خانہ تہا اور اوسکی دیوار پر یہ بیت
لکہی تہی جب ان ملاعنہ کی نگاہ سے وہ بیت گذری تو اوس درویش سے پوچہنے لگے کہ اس دیوار پر یہ
بیت کسنے لکہی ہے - اوسنے کہا کہ اتنا البتہ جانتا ہون کہ تمہاری نبی کے پانچسو برس پیشتر سے یہ بیت
لکہی ہی - اور بعض کہتے ہین کہ اوس عبادت خانہ کی دیوار پہٹی اور ایک ہاتہ نکلا اور اوسنے قلم سے
یہ بیت لکہی - بہر تقدیر اس بیت کے لکہے ہونے مین کوئی شک نہین - بعض کتابون مین لکہا ہے کہ
اوس درویش نے سر مبارک سید الشہدا دیکہکر کہا کہ یہ اشقیا سخت پاجی ہین جو اپنے پیغمبر کے بیٹے کو
قتل کر کے اوسکے اہل بیت کو اس ذلت و خواری سے لیئے جاتے ہین - پہر اوسنے ان لوگون سے کہا
کہ اگر ایک رات یہ سر مبارک میرے پاس رہنے دو تو مین تمہین دس ہزار درم دون - ان اشقیا
نے بے تامل قبول کر لیا اور سر مبارک اوسکے حوالہ کیا - درویش نے سر مبارک کو دونون ہاتہون سے
لیا اور خلوت مین لیجا کر خوشبوؤن سے معطر کر کے اپنے زانو پر رکہا اور رونے لگا - رات بہر انوار
رحمانی اور فتوحات ربانی جمال حق نما سے مشاہدہ کرتا رہا اور دیکہتا تہا کہ آسمان سے طبقات نور
اوترتے تہے - صبح کو مسلمان ہوا - اور ساری عمر اپنی محبت اہلبیت مین گذرائی اور دس ہزار درم
مطابق وعدہ کے ان ظالمون کو دئے اور یہ مردود وہان سے روانہ ہوئے تہوڑی دور چلکر ان کمبختون
نے آپسمین حصہ تقسیم کرنیکے لئے تہیلیون کی منہ کہولے تو سب درم ٹہکریان ہو گئی تہین - جنکے ایک
طرف یہ آیہ کریمہ لکہا تہا - ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون (اللہ کو ان ظالمون کی
اعمال سے غافل نہ سمجہو) اور دوسری طرف لکہا تہا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
(بہت جلد جانینگے ظالم کہ کس کروٹ اولٹے ہین) القصہ بعد طے منازل و مراحل کے یہ اشقیا مع سر
مبارک سید الشہدا شہر دمشق مین پہونچے - ابن عساکر منہال بن عمر سے روایت کرتے ہین کہ جب سر
مبارک نیزہ پر دمشق مین نکلا تو مین نے دیکہا کہ آگے آگے ایک شخص سورہ کہف پڑہتا چلا جاتا تہا
یہان تک کہ جب اس آیہ کریمہ پر پہونچا ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من ایاتنا
عجبا (کیا تمنے جانا کہ کہف و رقیم والے ہماری عجیب نشانیون سے تہے کہ ایک غار مین تین سو
نو برس سوتے رہے اور جب جاگے تو یہی سمجہے کہ ہم ایکدن یا اس سے بہی کم سوئے ہین) دفعتا یہ دیکہا
نے سر مبارک سید الشہدا کو گویا کیا کہ اسنے بزبان فصیح فرمایا - اعجب من ذالک قتلی و حملی

خیمہ مین بیمار تہی اسیواسطے قیدیون کی ساتہ لائی گئے ہین - یزید نے امام زین العابدین سے کہا کہ ای لڑکے تو جانتا ہے کہ تیرا باپ مسند خلافت پر بیٹہنا چاہتا تہا اور اوسکو یہ دعوی تہا کہ اوسکے نام کا خطبہ پڑہا جاوی الحمد للہ کہ اپنی مراد کو نہ پہونچا - امام زین العابدین نے فرمایا کہ ای یزید ہیچ بتا کہ یہ ممبر ہمارے باپ دادا کی رکہی ہوی ہین یا تیری - اور خلافت وامامت ہماری خاندانی ہی یا تیری - پس قیامت کی دن ہمارا اور تیرا فیصلہ ہوگا - **وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون** - یزید نے حکم دیا کہ ان لوگون کو اوس مقام پر لیجاوٗ جہان فروکش ہین اور امام حسینؑ کی سر کو دمشق کے بڑی دروازی پر لٹکاوٗ چنانچہ تین شبانہ روز سر مبارک سیدالشہدا وہین لٹکا رہا - پہر یزید پلید نے اسیران اہلبیت کو سر مبارک دیکر دمشق سے مدینہ کی طرف روانہ کیا اور نعمان بن بشیر صحابی کو تیس آدمیون کی ساتہ حفاظت کے لئے مقرر کیا - راہ مین نعمان بن بشیرؓ نے اہلبیت رسالت کی نہایت خدمت واطاعت کی جس سے وہ بہت خوش ہوی - جسوقت یہ مصیبت زدہ اہلبیت رسالت کا قافلہ مدینہ منورہ مین پہونچا ہے تو اوسوقت کی کیفیت کوی کیا بیان کری - صحابہ کرام اور اونکی اولادون کا ایک جوش ایمانی کے ساتہ ان مصیبت زدون کا مدینہ سے باہر نکلکر استقبال کرنا اور اونکی مصیبتون اور تنہائیونکو دیکہکر واویلا وواسصیبتا پکار نے ہوئی مدینہ منورہ مین لانا اور اہل مدینہ کا اس حادثہ جانکاہ سے گریہ وزاری کرنا شور محشر یاد دلاتا تہا - اس دن مدینہ کی وہی کیفیت ہوی جو بروز وفات سرور کائنات صلعم ہوی تہی - ام المومنین حضرت ام سلمہ رضؓ کا یہ حال تہا کہ ایک ایک کو گلی لگاکر روتی تہین - اور اوسی حالت مین اہلبیت رسالت کو روضہ مبارک رسول خدا صلعم پر لیگئین اور رو لے رُولے بیتاب ہوگئین - گویا زبان حال سے یہ فرمارہی تہین -

؎

یارسول اللہ برار از روضہ سرتا بنگری ... اہلبیت خویش را از ار و غمناک وحزین

در بلای دشمنان دین گرفتار آمدہ ... کس مبادا در جہان یارب گرفتار چنین

اہل تواریخ کا اختلاف ہی کہ سر مبارک سیدالشہدا کا کہان دفن کیا گیا - بعض کہتے ہین کہ حضرت امام زین العابدین نے سر مبارک امام عالیمقام اور دوسرے شہدا کا کربلا مین پہونچکے اونکے بدنون سے ملاکر بیسوین صفر کو دفن کیا اور علامہ قرطبی فرماتے ہین کہ بقیع الغرقد مین حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا کی مزار پُرانوار کے پہلوی مین دفن کیا اور وفا رالوفی فی اخبار دار المصطفےٰ اور خلاصۃ الوفا مین لکہا ہی کہ آپکا سر مبارک قریب قبر شریف امام حسنؑ کے دفن کیا گیا - اور جذب القلوب الی دیار المحبوب مین شیخ عبدالحق محدث رح نے بہی ایسا ہی لکہا ہی - اور یہ جو بعض کہتے ہین کہ سر مبارک کربلا ہی مین مدفون ہی - یا یہ کہ یزید پلید کی خزانہ مین رکہا رہا جب سلمان بن عبدالملک کی سلطنت ہوی - تو وہان سے نکالکر مصر مین مدفون ہوا صحیح نہین ہے -

؎

شد صبح برامن شور کہ آفاق بہم زد
شورابہ اشک برخ اہل حرم زد
حاشا کہ چنین خیمہ توان سوخت مگر دیر
آن سنگ کہ کافر بشہ جملہ امم زد
ای کاتب تقدیر کہ در زمرہ احبا
آمد اجل و دست بدامان ستم زد

مانا کہ زخون ریز نبی فاطمہ دم زد
چون دست کہ دستش نزند آبلہ کز قہر
برکند از بن وادی و در دشت علم زد
زین خون کہ دو برخ شبیر توان یافت
چون نام حسین بن علی رفت قلم زد
آن روز جہان سوز کدامست کہ غالب

تا تلخ شود خواب سحر ریزش شبنم
گل زآتش سوزان بسر طرف خیم زد
گوی کی این خنجر بیداد فسان بود
کاندر رہ دین شاہ چہ مردانہ قدم زد
زین حیف کہ برال رسول عربی رفت
شد صبح بدانشور کہ آفاق بہم زد

یعنی میرا قتل ہونا۔ اور میرے سر کا نیزہ پر پھرایا جانا اس سے بھی زیادہ عجیب ہے کیونکہ مجکو ظالمون نے
بیقصور قتل کیا اور میری اہل و عیال کو بے پردہ و ذلیل کیا اور میرے سر کو تمام کوچہ و بازار مین
حالانکہ یہ لوگ دعوای اسلام کرتے تھے بخلاف اصحاب کہف کے کہ وہ لوگ بت پرستون کی خوف سے
بھاگے تھے اور میری قتل کرنیوالے جانتے ہین اور اقرار بھی کرتے ہین کہ یہ نور دیدہ بتول اور جگر گوشہ
رسول ہے۔ دوسرے یہ کہ اصحاب کہف گو سیکڑون سال کے بعد جاگے مگر پھر بھی زندہ تھے۔ اور میرا
سر باوجود اسکے کہ تن سے جدا کیا گیا ہے پھر بھی کلام کرتا ہے۔ تو اب معلوم ہوا کہ اصحاب کہف سے میرا
قصہ زیادہ عجیب ہے۔ الغرض جب یزید پلید کو معلوم ہوا کہ اسیران کربلا معہ سرہای شہدا شہر کے اندر
داخل ہو چکے ہین تو اوسنے اپنا دربار آراستہ کیا اور روسای شام کو اپنی مجلس مین بلوایا۔ اور
کمال انبساط اور غایت فرحت سے ایک ایک سر کو علیحدہ علیحدہ دیکھنا شروع کیا اور سبکے نام پوچھے
شمر ذی الجوشن نے نام بتلائے یہان تک کہ اوسنے سر مبارک سید الشہدا بھی پیش کیا اور نہایت
فخر و مباہات سے واقعہ کربلا کو اس طرح بیان کرنے لگا کہ مجکو عبید اللہ بن زیاد نے حسین
بن علی کے مقابلہ کو بھیجا اور مین ایک لشکر جرار لیکر اونپر ٹوٹ پڑا اور ہر طرف سے اون کے
ساتھیون کو گھیرا اور ایک ایک کو چن کر قتل کیا۔ یہان تک کہ حسین بن علی کو مین نے زخمی کرکے
گھوڑی سے گرایا اور اونکا سر کاٹ کر معہ اور سرون کی حضور مین حاضر ہوا۔ یزید پلید اوسکی باتین
سنکر بہت خوش ہوا اور شراب کی بوتل ہاتھ مین لیکر پینے لگا اور حالت مستی مین ابن زبعری کے
اشعار پڑہتا تھا۔ اور اوسمین دو اشعار اپنی طرف سے کہ جنمین کلمات کفریہ تھے زیادہ کرتا اور
خیزران کی ایک چھوٹی لکڑی سے جو اوسکے ہاتھ مین تھی سر مبارک کے لب و دندان پر مارتا تھا۔
اور کہتا تھا کہ اے ابو عبد اللہ مجکو گمان نہ تھا کہ تیری عمر اسقدر ہوگی اور سر اور ڈاڑھی کو بالون
مین خضاب کی ضرورت ہوگی۔ بعض صحابہ رسول صلعم اس خبر کو سنکر روتے پیٹتے اوس ناپاک کے
مجلس مین پہونچے اور یزید پلید سے کہنے لگے کہ ای مردود یہ وہ سر مبارک ہے کہ جنکو پیغمبر خدا صلعم
چومتے تھے اور تو اوس سے بے ادبی کرتا ہے۔ یزید پلید نے سات صحابیون کو اوسیوقت قتل کروایا
یہ جو بعض لوگ کہتے ہین کہ حضرت امام حسینؑ کی ریش مبارک مخضوب نہ تھی غلط ہے کیونکہ صحیح بخاری
مین ہے کہ ”جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو آپکی ریش مین وسمہ کا خضاب تھا“ اور سوای وسمہ کے اور
خضاب جو سیاہ رنگ کا ہو ممنوع ہے۔
روایت ہے کہ جب یزید پلید سر مبارک سے بے ادبی کرنے لگا اور لب و دندان پر چھڑی سے مارنے لگا
تو سمرہ بن جندب صحابی وہان موجود تھے اونہون نے کہا کہ ای یزید قطعك الله يدك (ترجمہ
ہاتھ اللہ قطع کرے) تو لکڑی ان لبون پر لگاتا ہے جو بوسہ گاہ پیغمبر خدا صلعم کا تھا۔ یزید نے کہا
کہ ای سمرہ اگر تجھے شرف صحبت رسول خدا نہوتا تو مین تجھے اسیوقت مار ڈالتا۔ حضرت سمرہ نے فرمایا
سبحان اللہ میرے حق مین بوجہ شرف صحبت رسولخدا صلعم تو رعایت کرتا ہے۔ اور خاص پیغمبر
خدا صلعم کے نواسہ اور جگر گوشہ سے یہ معاملہ ہے۔ ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + الغرض
اوس مجلس مین ہر طرف سے یزید پر لعن و نفرین کی آوازین آنے لگین۔ جب یزید کی نظر حضرت امام
زین العابدین پر پڑی تو پوچھا کہ یہ کون اور کسکا لڑکا ہے۔ لوگون نے کہا کہ حضرت امام حسین کا
تو کہنے لگا مین نے سنا تھا کہ علی بن الحسین کربلا مین قتل کئے گئے۔ لوگون نے کہا کہ امام عالیمقام
کے تین صاحبزادے تھے جنمین حضرت علی اکبر و حضرت علی اصغر دو صاحبزادے شہید ہوئے یہ علی اوسط ہین

ہوا اگرچہ آشفتہ ابنِ زیاد
جو مضبوط پکڑیگا راہِ سداد

ولیکن نہ کچھہ کر سکا بدنہاد
تو اوسکا نگہبان ہی ربّ العباد

جو کچہ پیروی شرع کی ہو تو [illegible]

کسی را کہ از شرع باشد شعار
نہ ترسد ز آسیب روزِ شمار

[illegible]

سرون کی ہوئی جبکہ تشہیر عام
تو لیکر چلے پھر سوی ملک شام

نہ باقی تھا کوفہ مین کوئی مقام
اسیرونکو بے پردہ بے احترام

[illegible]

ستم بر ضعیفان مسکین مکن
کہ ظالم بدوزخ رود بی سخن

[illegible]

وہ بیت الامارت دمشق عظیم
جو پہونچا وہان کاروان سقیم

کہ تھا تختگاہِ یزید لئیم
ہوا درج جامع مین جاکر مقیم

[illegible]

یکی بر حصیری و یکی بر سریر
یکی در پلاس و یکی در حریر

[illegible]

ہوا جبکہ دربار مین ازدہام
اسیرون کو بہی لیگئے وان لئام

ہوئی جمع جاکر امیرانِ شام
سرِ دین پناہان عالیمقام

کوئی نیک خصلت کوئی تندخو

یکی نیک خلق و یکی تند خو
یکی بردبار و یکی جنگ جو

کسی مین تحمل کسی مین غضب

بڑی شان نخوت سی وہ تند خُو
نشہ مین تہا بدمست وہ یاوہ گو

لگا کرنے بیہودہ وہ گفتگو
کہ تہی کچہہ نہ اسلام کی اومین بُو

برا بول بہت بول ایسا غرور

تکبر مکن زینہار ای پسر
کہ روزی زدستش درآئی بسر

کہ اک دن اوسے اوسکی آلےگی زوال

نتیجہ ہوا اسکا آخر یہی
نہ باقی رہی اوسکی وہ خودسری

کہ شرما کی چپ ہورہا وہ شقی
ہوئی اہلبیتِ پیمبر بری

یہ دنیا ہی دو دن کی ہے لگانا جی

منہ دل برین دیر ناپایدار
ز سعدی ہمین یک سخن یادوار

نصیحت ہے سعدی کی آخر یہی

خاتمہ متعلق شہادت

اب یہان سی اون روسیاہون اور بدبختون کی کیفیتین قابل سننے کے ہین جو جگر گوشہ رسول ؐ و نور دیدہ بتول کی خونین شریک تہے اور معرکہ کربلا مین اپنے دین کو دنیا ے چندروزہ کیعوض مین بیچکر آئی تہے - یا سبط نبی کی شہادت مین کوشان اور اونکو قتل سے شادان وفرحان تہے - حضرت زہری سے مروی ہے کہ جو کوئی معرکہ کربلا مین بمقابلہ سید الشہدا امام حسین ؑ آپکے خون کا پیاسا تہا - وہ دنیا ے فانی سے نہین گذرا - تاوقتیکہ کسی سخت عذاب مین مبتلا نہوا اور اوسکی آخرت کے عذاب کا حال پروردگار جلشانہ کو معلوم ہے - بعض اونمین کی بڑی ذلت اور خواری سے قتل کیے گئے - اور بعض آنکہون سے اندہے ہوگئے - اور ٹہوکرین کہاتے پہرے - اور نہایت تکلیف اور فاقہ کشی سے پیوند زمین ہوے - اور بعضونکا منہ کالا ہوگیا - کہ دیکہنے والے اوس مردود کیصورت سے خوف کرتے تہے - اور بعضونپر پیاس کا عذاب مسلط کیا گیا - اور پانی پیتے پیتے پیٹ پہٹکر مرگئے - اور بعض برص و جذام مین مبتلا ہوکر داخل جہنم ہوے - اور بعض نرے بے اولاد ہوگئے - سب اولادین اونکی فوت کرگئین اور دنیا سے بے نام ونشان گئے اور بعض پر آسمان سے بجلی گری اور جلکر راکہہ ہوگئے - یہ تو عموما اون بدکارونکی حالت ہوئی جو اس واقعہ مین شریک قتل امام عالیمقام تہے - اب خصوصا اونکی حالتین قابل غور ہین جو فوج اشقیا کے سردار اور رئیس تہے - انمین پہلا شخص یزید پلید ہے - یہ مردود ہجرت کی چہبیسوین سال پیدا ہوا اور ۶۰ھ مین تخت نشین ہوکر بندگان خدا پر دست تظلم دراز کرنے لگا - اور چاہا کہ دنیا سے دین اسلام اور خاندان نبوی کا نام ونشان جاتا رہے - اسکی سلطنت کے آغاز سلطنت مین پہلا واقعہ یہی کربلا کا ہوا جسکا حال لکہا جاچکا - اور دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ بعد شہادت سید الشہدا کے مدینہ منورہ پر اسنے فوج کشی کی اور مسلم بن عقبہ کو سردار فوج بناکر روانہ کیا - اور تاکید کردی - کہ خبردار اہل مدینہ کے مارنے اور ذلیل کرنے مین کوئی درجہ کوشش کا اوٹہا نہین رکہنا چنانچہ یہ فوج مدینہ منورہ مین پہونچی اور اونکے قتل وغارت شروع کیا آخر یہ نوبت پہونچی کہ سولہ سو صحابہ کرام آنحضرت صلعم کے اس واقعہ مین مارے گئے - اور علاوہ انکے تابعین اور علما کا کوئی شمار نہین ہے اور تین دن تک مسجد نبوی مین نماز جماعت نہین ہوئی - اور فوج یزید نے اوس مسجد اقدس مین گہوڑون سے پیشاب کروایا - اور کوئی بیحرمتی اوس مکان متبرک کی باقی نرکہی - اور آنحضرت صلعم کی بیوی ام سلمہ رض کا مکان لوٹ لیا - اور ہزارون صحابہ کا بدن لوہے سے داغا اور کتنون کی داڑہیان اوکہیڑالین اور کتنی عورتون کو بیعزت کیا - یہان تک کہ بعد اس واقعہ کے تین ہزار لڑکے زنا سے پیدا ہوئے اب اس سے بڑہکر اور کیا بدبختی ہوگی - یہ واقعہ ۶۳ھ مین واقع ہوا اور اسکا نام واقعہ حرہ اور واقعہ واقم ہے - اور حرہ ایک مقام ہے مدینہ منورہ سے ایک کوس پر - چونکہ یہ لڑائی وہین پر ہوئی اسلیے اس واقعہ کا نام حرہ ہوا اور اس واقعہ کی کیفیت کو بہی خود پیغمبر خدا صلعم نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا تہا - ابوداود حضرت ابوذر ؓ سے روایت کرتے ہین کہ مین ایکمرتبہ پیغمبر خدا صلعم کا ردیف تہا یعنی آنحضرت ؐ کے ساتہ مین ایک ہی سواری پر سوار تہا - جب مدینہ منورہ کی قریب گذرا تو آپ فرمانے لگے کہ اے ابوذر تیری اوسوقت کیا حالت ہوگی جبکہ مدینہ مین لوگونکو بہوک کی شدت ہوگی اور تو اسدرجہ کا نقیح ہو جائیگا کہ سوکر اوٹہیگا اور چاہیگا کہ مسجد مین جاے تو نہین جاسکیگا - اور بہوک کیسبب تیری حالت بہت خراب ہوگی - مین نے کہا کہ اللہ اور اوسکا رسول ؐ جانتا ہے - آپنے فرمایا کہ دیندار رہنا - پہر فرمایا کہ اوسوقت تیرا کیا حال ہوگا جبکہ کثرت سے لوٹ مدینہ مین واقع ہوگی - اور آپکی گہر کی قیمت ایک غلام کی قیمت کے برابر ہوگی - مین نے کہا کہ اللہ اور اوسکا رسول جانتا ہے - فرمایا صبر کر اور پہر در صبر کر - پہر فرمایا کہ کیا حال ہوگا تیرا جب مدینہ مین قتل واقع ہو - اور احجار الزیت (ایک مقام ہے) تک خون پہونچے - مین نے کہا اللہ اور اوسکا رسول جانتا ہے - فرمایا کہ کیا تو ایسے لوگون کے پاس آئیگا کہ اوس سے

دور ہی رہیگا - مین نے کہا تو کیا ہتہیار باندہکر اونسے لڑون ؟ فرمایا کر کیا اوس قوم کی فتنہ مین شریک ہوگا ؟ مین نے کہا پہر کیا کرونگا - فرمایا اگر تو دیکھے کہ کوئی تجہکو قتل کر رہا ہے تو اپنے منہہ پر کپڑہ ڈال لے - اور اوسکو قتل کرنے دے تاکہ تیرے اور اوسکے گناہ ملکر سب اوسی قاتل پر رہین - اور ایک روایت مین آیا ہی کہ جب پیغمبر صلعم مقام حرہ پر پہونچتے تو فرماتے کہ یہان میری امت کی اچہے لوگ مارے جاینگے - الغرض پیغمبر صلعم سے بہت سے صحابیون کے نے اس واقعہ حرہ کا ماجرا سنا تھا - جسطرح ابوہریرہ رض جنسے ابوبکر بن شیبہ نے روایت کی ہے اور ایوب بن بشیر جنسے واقدی نے روایت کی ہی اور حضرت ابن عباس اور حضرت عمر فاروق وغیرہ سے بہی اسکی روایت آئی ہے - اسیطرح اس یزید پلید وغیرہ کی بہی آنحضرت صلعم نے خبر دی ہے - جیساکہ بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ میری امت کی ہلاکت قریش کی چند لونڈون سے ہوگی اور یہ اشارہ یزید پلید وغیرہ کیطرف ہے - الغرض اس یزید پلید کی دو شرارتون کا حال تو معلوم ہوچکا - اب تیسری شرارت بہی قابل سننے کے ہے کہ جسطرح اسنے امام حسین رض کو شہید کیا اور پہر مدینہ کو لوٹا اور صحابہ کرام کو قتل کیا اوسیطرح مکہ معظمہ اور خانہ خدا پر بہی ہاتہ صاف کیا یعنی جب مدینہ منورہ کو غارت کرچکا تو اوسی مسلم بن عقبہ کو جسنے مدینہ کو غارت کیا تہا مکہ معظمہ کیطرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہان جاکر عبداللہ بن زبیر رض کا محاصرہ کرے اور خانہ کعبہ کی بیحرمتی جہان تک ممکن ہو کرے - یہ مسلم بن عقبہ جب روانہ ہوا تو کمبخت راہ ہی مین مرگیا اور مرتے وقت حصین بن نمیر سکونی کو اپنا خلیفہ بناکر مکہ کیطرف روانہ کیا - اوس مردود نے عبداللہ بن الزبیر کا محاصرہ کیا اور منجنیق نصب کرکے تمام حرم شریف کو پتہرون سے بہر دیا - اور پردہ خانہ کعبہ کا جلادیا اسی اثنا مین اوسکو یزید پلید کی موت کی خبر پہونچی اور وہان سے بہاگا الغرض یزید نے ذیل کے شعر پر پورا پورا عمل کیا تہا ؎ گر گناہی بکنی در شب آدینہ بکن + تاکہ از صدر نشینان جہنم باشی + یہ مردود سنہ ۶۴ہجری مین جہنم واصل ہوا - اسنے اپنی سلطنت مین ہر طرح کے فسق و فجور کو مثل زنا لواطت شرب خمر وغیرہ وغیرہ کے حلال اور جایز کردیا تہا - انہین شرارتون سے اسکے اکثر علما اس مردود کو کافر کہتے ہین - حضرت امام احمد بن حنبل کا یہی مسلک ہے - بعد مرجانے یزید کے تقریباً نوے برس بعد اس مردود کی قبر کو عبداللہ بن علی عباسی نے کہود ڈالا تو اوسکی قبر مین سواے ایک ہڈی کے کچہہ نہ نکلا مگر دیکھا گیا کہ ایک سیاہ خط کسی نے جلی ہوئی راکہہ سے کہینچا ہے - اس حکایت کو مسعودی نے اپنی کتاب مروج الذہب مین ہشیم بن عدی سے روایت کیا ہے - اخبار الدول مین ہی کہ یزید پلید مرض ذات الجنب مین ماہ ربیع الاول بمقام حوران واصل جہنم ہوا اور لوگ اسکی لاش دمشق مین لائے اور خالد بن معاویہ یا معاویہ بن یزید نے نماز جنازہ پڑہائی اور باب الصغیر کی مقبرہ مین مدفون ہوا - اور اب وہی مقام مزبلہ ہی یعنی نجاست وہان پہیکی جاتی ہے - اور عبیداللہ بن زیاد کی جو حالت ہوئی اوسکو مین پہلے ہی لکہہ چکا ہون یعنی سنہ ۶۶ ہجری یا سنہ ۶۷ ہجری مین ابراہیم بن مالک اشتر کے ہاتہون سے موصل کے قریب بحکم مختار مارا گیا - عمرو ابن سعد کی یہ حالت ہوئی کہ جس زمانہ مین مختار ابن عبید ثقفی قاتلان امام حسین رض سے عوض لے رہا تہا تو ایکدن عمرو بن سعد کو پاس ہی آدمی بہیجا - مگر حصین ابن سعد حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میرا باپ عمرو بن سعد خانہ نشین ہوگیا ہے - مختار نے کہا کہ اوس مردود نے واقعہ کربلا کی زمانہ مین خانہ نشینی نہین اختیار کی - یہ کہکر اوسکو گرفتار کرایا اور سر کاٹ کر شہر کوفہ کے دروازہ پر لٹکا دیا - اور حکم دیا کہ جتنے روسیاہ اسکے ساتہ واقعہ کربلا مین شریک تہے اونکو جہان پاؤ مار ڈالو - یہ سنکر سب کوفی والی بصرہ کو بہاگے مگر فوج مختار نے انکا تعاقب کرکے اونکو تہ تیغ بیدریغ کیا - اور جب خولی بن یزید کو مختار کے پاس گرفتار کرکے لائے - تو مختار نے پہلے اسکے ہاتہہ پاؤن کٹوادیے پہر سولی پر چڑہایا بعد اسکے آگ مین جلا دیا - صواعق محرقہ مین لکہا ہی کہ مختار نے چہہ ہزار کوفیونکو جو معرکہ کربلا مین شریک تہے چن چن کر قتل کیا - اور ملک شام کی ستر ہزار آدمی مارے گئے لکہا ہی کہ ایک مجلس مین چند آدمی آپسمین بات چیت کر رہے تہے کہ قاتلان حسین رض سے کوئی ایسا نہین دیکہا جاتا جسپر کوئی

آسمانی بلا نہ نازل ہوئی ہو۔ ایک بڈہا آدمی اوس مجلس مین بول اوٹھا کہ تم لوگ غلط کہتے ہو۔ آخر مین بھی تو معرکہ کربلا مین شریک ہوا تہا اور مجہے آج تک کوئی مصیبت نہ پہونچی۔ دفعتاً چراغ اوس مجلس کا بجہنے لگا اور یہ بڈہا اشتعال دینے لگا جون ہی اشتعال کیواسطے ہاتہ بڑہایا تہا کہ چراغ کے شعلے نے اوسکو پکڑا۔ اور سارے بدن مین آگ لگ گئی اور چلانے لگا کہ مین جلا مین جلا یہی کہتا ہوا دریا مین کود پڑا مگر وہ آتش غضب الٰہی نہ بجھی۔ اور یہ بڈہا مردود جلکر جہنم واصل ہوا۔ اور منصور بن عمار نے روایت کی ہے کہ جسنے سر مبارک سید الشہدا نیزے مین لٹکایا تھا پہلے بڑا حسین اور خوبصورت تہا مگر اوس دن سے ایسا بدصورت کریہ منظر ہو گیا کہ لوگ متعجب ہو کر اوس سے پوچھتے تھے کہ ای کمبخت پہلے تو اسقدر حسین اور صاحب جمال تھا اب شیطان کی صورت کیون ہو گیا ہی۔ اوسنے کہا کہ بخدا جسدن سے مین نے سر مبارک سید الشہدا کا نیزہ پر اوٹھایا ہے اوسیدن سی دو شخص مہیب صورت روزانہ میرے پاس آتے ہین اور دونون پکڑ کے کھینچتے ہوئی آگ مین لیجاتے ہین اور اولٹا لٹکا دیتی ہین اور پھر واپس لاتے ہین اسیوجہ سی میرا چہرہ ایسا ہو گیا ہی۔ راوی کہتا ہی کہ یہ شخص مرتے وقت تک اسی بلا مین رہا۔ اور بعض کتابو مین لکھا ہے کہ ایک بڈھے آدمی نے رسول اللہ صلعم کو خواب مین دیکھا کہ ایک طشت خون سے بھرا ہوا حضرت کے سامنے رکھا ہے اور لوگ آتے ہین اور یہ آنحضرت صلعم اوسی خون سے اونکے جسم مین نشان دیتی ہین یہان تک کہ اس بڈھے آدمی کی نوبت آئی اسنے کہا کہ یا رسول اللہ مین تو قاتلان حسین مین نہین شریک تہا۔ آپنے فرمایا کہ گو تو شریک نہ تہا لیکن تیری خواہش تھی کہ حسین قتل کئے جاوین یہ فرما کر آپنے انگشت شہادت سے اوسے اشارہ کیا جب وہ صبحکو اوٹھا تو اندہا تھا۔ اور امام احمدؒ نے روایت کی ہے کہ دو شخصون نے کہا کہ فاسق ابن فاسق مارا گیا یعنی امام حسین کی بارہ مین اوسیوقت دو ستارے آسمان سے اوپر گری۔ اور وہ اندہا ہو گیا۔ اور ابو نعیم نے سفیان سے اور اونہون نے اپنی دادی سے روایت کیا ہی کہ دو آدمی جو معرکہ کربلا مین شریک تھی ایک کا عضو تناسل اسقدر بڑہ گیا تہا کہ کمر یا گردن مین لپیٹتا تہا اور دوسرا پیاس کی شدت سے سیکڑون مشکین پانی کی پی جاتا تہا مگر آسودہ نہین ہوتا تہا آخر اوس مردود کا پیٹ پہٹ گیا اور واصل جہنم ہوا۔ واقدی سے منقول ہے کہ ایک پیر مرد حاضرین کربلا سے اندہا ہو گیا۔ لوگون نے پوچھا کہ تو اندہا کیون ہو گیا ہی اوسنی کہا کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو خواب مین دیکھا کہ آستین بازو تک چڑہائی ہوئی ننگی تلوار ہاتہ مین لیے ہوئے بیٹھے ہین اور ایک فرش چرمین آپکے آگے بچھا ہوا ہے اور اوسپر دس آدمی شریکان معرکہ کربلا سے ذبح کئے ہوئے پڑے ہین اور اسی حالت مین آپکی نظر مجھپر پڑی اور آنحضرت صلعم نے مجھپر لعنت کر کے میری آنکھو مین سلائی پہیر دی کہ مین اندہا ہو گیا۔ اور ایک شخص شریک معرکہ کربلا ملک شام مین تہا اور منہ اوسکا بالکل سور کیطرح تھا اور لوگ اوسکو دیکھکر ڈرتے تہے اور جسنے حضرت علی اصغر کے حلق مین تیر مارا تہا وہ اس بلا مین تہا کہ آگے کے بدن مین گرمی اور پس پشت سردی رہتی تہی ہر چند لوگ سامنے سے پنکہا جہلتے تہے اور پیچہے سے آگ جلاتی تہے مگر کوئی اثر نہین ہوتا تہا۔ خلاصہ یہ ہے کہ علمانے لکہا ہے کہ اس معرکہ کربلا مین شریک قتل امام عالیمقام ہوئے وہ قبل موت کے کسی نہ کسی بلا اور مصیبت مین ضرور مبتلا ہوئے اور جسقدر مین نے لکھا ہے وہ ایک شمہ ہے اونکے احوال بد مآل کا۔

تمام شد تشریح واقعہ کربلا

اشتہار

واضح ہو کہ یہ مسدس عبرت افزا مع تشریح واقعہ کربلا حسب منشای قانون ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء
داخل رجسٹری گورنمنٹ کیا گیا ہی کیونکہ اس کتاب کا حق التصنیف نظم و نثر حضرت مصنف نے
راقم کو مرحمت فرمایا ہی لہذا جملہ اہل مطابع و تاجران کتب کی خدمت مین التماس ہی کہ کوئی صاحب
قصد طبع نفرماین و باُمید نفع قلیل نقصان کثیر نہ اوٹھائین۔ ہان جن حضرات کو خریداری
اس کتاب کی منظور ہو تو بذریعہ چیٹھی یا کارڈ راقم کو مطلع فرمائین و یا بذریعہ ویلیوپی ایبل
منگائین۔ انشاء اللہ فوراً تعمیل حکم عمل مین آئیگی اور جو حضرات قیمت بذریعہ منی آرڈر
یا ٹکٹ ارسال فرمائینگے کتاب گھر بیٹھے پائینگے۔ بلکہ

نرخنامہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے تاکہ تاجرین و شایقین اپنی اپنی طور پر خرید فرمائین
یعنی اسکی قیمت ایک جلد سے ہزار تک مقرر کردی ہے کیونکہ نرخ مندرجہ مین کوئی کمی
بیشی نکیجائیگی۔ البتہ محصول ہر حالت مین معاف ہے۔

ایک جلد ۸/	۱۰ جلد للعہ	۲۵ جلد ۱۸عہ	۵۰ جلد [illegible]
۱۰۰ جلد [illegible]	۲۵۰ جلد [illegible]	۵۰۰ جلد [illegible]	۱۰۰۰ جلد [illegible]

الحمد للہ علی احسانہ کہ ملک و قوم نے اسکی بہت قدر کی یعنی یہ مسدس بار اول محرم ۱۳۰۶ ہجری
طبع ہوا ایکہزار جلد۔ اور ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگیا۔ اب بار دوم ماہ ربیع الثانی سنہ رواں مین
بعد نظر ثانی مصنف دو ہزار جلد شایقین کی استدعا پر چھاپنے کی نوبت آئی۔ ہم اپنے خدای
کارساز سے امید رکھتے ہین کہ اسکو بھی مثل بار اول کی ہاتھون ہاتھ اہل اسلام اوٹھالینگے۔ اور
ہمکو بار ثالث طبع کرنے کی ضرورت پڑیگی۔

مُہر مصنف کی اسلیے ثبت کیجاتی ہی کہ جس کتاب پر مُہر مصنف سرخ روشنائی سے بنا ہوئین اسکو
مال مسروقہ تصور فرما کر خریداری سے باز آئین اور راقم کو مطلع فرما کر ممنون منت بنائین۔

بر رسولان بلاغ باشد و بس

المشتہر محمد ظہور الحق بہاری مالک سٹار آف انڈیا پریس آرہ

ناٹک بہار عشرت معروب بہ اندر سبھا امانت۔ یہ کتاب مع تصویر و پردہ وغیرہ کے اس خوبی کے ساتھ چھاپی گئی ہے کہ جسکے دیکھنے سے تھیٹر کا پورا پورا نقشہ آنکھون کے سامنے پھر جاتا ہے قیمت مع محصول ۱۲/

مجموعہ دلگی معروف بہ لطف زندگی۔ مصنفہ جناب مرزا عنایت علی بیگ عنایت تاجر کتب لکھنوی حال مقام آرہ۔ اس کتاب میں پانچ رسالے نہایت لطف کے ساتھ لکھے گئے ہین جسکے دیکھنے سے روتا آدمی ہنس پڑے ساد ان رسالونکی تفصیل یہ ہے۔ کہیمل نامہ۔ الو نامہ۔ ساقی نامہ۔ مخمس غزل نیچر۔ بہار کی ایسی تیسی ۔۔۔۔۔ ۱/

مجموعہ ہنسی معروب بہ ثمرہ زندگی۔ یہ کتاب مجموعہ دلگی کا دوسرا حصہ ہے۔ اسمین بھی پانچ رسالے ہین جنکی تفصیل یہ ہے۔ فراق نامہ۔ چڑیا نامہ۔ کالیتھہ نامہ۔ غزل بے بدل۔ لطیفہ ہای لطیف۔۔۔۔ ۱۰/

رسالہ آتشبازی جسمین صدہا قسم کی آتشبازی بنانیکے نسخے اور وزن لکھے گئے ہین۔ ۱۰/

گلشن جانفزا یہ قصہ نہایت دلفریب فسانہ عجایب کے پیرایہ مین لکھا گیا ہے۔ ۱۰/

گلدستہ جنت یہ کتاب آنحضرت صلعم کی نعت مین مصنفہ شہرت عظیم آبادی ہے ۔۔۔۔ ۲/

چشمہ رحمت۔ دیوان شہرت عظیم آبادی یہ بھی آنحضرت صلعم کی نعت مین ہے۔ ۴۰/

مجموعہ باغ بہشت اسمین معراج کے بیان مین قصاید و غزلین ہین۔۔۔۔۔۔ ۳/

مجموعہ خطب مترجم مولفہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید۔ مع دیگر خطب۔ ۲/

مجموعہ خطب نظم اردو۔ یہ اشعار اکابر دین مولانا قطب الدین خانصاحب نے تصنیف کیے ہین ۳/

دافع الوہم فی الاشتباہ فی حرمتہ المنذور لغیر اللہ یہ فتوی مفید ہر خاص و عام ہے مواہیر علمای عظام ۱/

ضروریہ دینیہ اسمین کل مسایل ضروری نماز و سنن نوافل و تہجد وغیرہ بہت خوبی سے لکھے ہین ۲/

سرور المشتاقین در محامد سید المرسلین۔ اس مجموعہ مین قصاید و مخمس وغیرہ نعتیہ و وعظ چند ہین ۲/

گلزار ترنم معروف بہ نغمہ آرا۔ اسمین۔ ہولی ٹھمری کجلی۔ دادرا۔ خیال۔ دہرپت وغیرہ ہین۔۔ ۶/

ایضا۔ حصہ دوم۔ اسمین غزلین قوالی۔ ٹپہ۔ اساوری۔ راگ۔ وغیرہ وغیرہ ہین۔۔۔ ۶/

آئینہ قدرت تصنیف شہرت۔ آنحضرت صلعم کی نعت مین بے مثل کتاب ہے۔۔۔۔۔۔ ۳/

اختر محمدی۔ یعنی دیوان کیفی۔ ایضاً ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴/

علاوہ ان کتابون کی صدہا کتابین عربی فارسی وغیرہ کی اس مطبع مین موجود ہین

یہ کتابین زیر طبع ہین

ترجمہ اردو تحفہ اثنا عشریہ مصنفہ جناب مولانا شاہ **عبد العزیز** صاحب **محدث دہلوی**

قطبی محشی جدید جناب مولنا ابو الفضل **محمد حفیظ اللہ** صاحب ارشد تلامذہ جناب ابو الحسنات مولانا **محمد عبد الحی** صاحب مرحوم لکھنوی فرنگی محلی۔

میر قطبی محشی جدید ایضاً ایضاً ایضاً ایضاً ایضاً

المشتہر۔ عنایت علی بیگ عنایت تاجر کتب لکھنوی مقام آرہ مینیجر اسٹار آف انڈیا پریس منشی محمد ظہور الحق